

# غائبانہ مالیہ حنازہ

حدیث نبی مخکی و شنی میں مخصوصی حاصلہ

[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

اللَّهُمَّ إِنِّي أَنْتَ أَكْبَرُ  
أَنْتَ أَكْبَرُ  
اللَّهُمَّ إِنِّي عَفْوُكَ وَارْحَمْكَ  
اللَّهُمَّ إِنِّي عَفْوُكَ وَرَحْمَتُكَ

ابو سعد احسان الحق شہزاد



## معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب و سنت ذات کام پر دستیاب تمام الیکٹر انک کتب ..... ←

عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔ ←

مجلس التحقیق الاسلامی (Upload) کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ لوڈ ←

کی جاتی ہیں۔

دعویٰ مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹر انک ذرائع سے محض مندرجات نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔ ←

### ☆ تنبیہ ☆

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔ ←

ان کتب کو تجارتی یا مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔ ←

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔ ←

[kitabosunnat@gmail.com](mailto:kitabosunnat@gmail.com)

[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

## فہرست

## غائبانہ جنازہ حدیث و تاریخ کی روشنی میں

11	خطبہ مسنونہ:
13	عرض ناشر:
14	جنازہ کیا ہے؟ اخوت اسلامی کا مظہر:
16	جنازہ ایک خاص دعا ہے:
17	جنازہ کی صورتیں:
17	① میت سامنے رکھ کر جنازہ پڑھنا:
17	② بعد از دفن قبر پر جنازہ پڑھنا:
18	③ غائب میت پر جنازہ پڑھنا:
20	منکرین غائبانہ نماز جنازہ کی تشكیکات اور ان کا جواب:

## غائبانہ جنازہ حدیث و تاریخ کی روشنی میں

8

22 علامہ عینی حنفی کا فیصلہ:

27 غائبانہ جنازہ پر اجماع صحابہ:

36 وفد نجاشی کا رسول اللہ ﷺ کے پاس آنا اور اسلام قبول کرنا:

40 شہید کی نماز جنازہ:

40 شہید کا حاضرانہ نماز جنازہ:

48 شہید کا غائبانہ نماز جنازہ:

51 اس حدیث پر وارد کیے جانے والے اشکال:

51 محدثین و فقهاء اور شارحین کے موقف:

57 فیصلہ کریں:

59 عہد صحابہ میں شہداء کے حاضرانہ جنازے:

60 عہد صحابہ میں شہداء کے غائبانہ جنازے:

60 حضرت عبد الرحمن بن عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کا غائبانہ جنازہ:

61 شہداء شام پر مدینہ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے غائبانہ جنازہ پڑھایا:

61 حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا شہداء کا جنازہ پڑھنا:

62 حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے غائبانہ جنازہ پڑھایا:

62 امت میں غائبانہ جنازہ پڑھنے کا تسلسل:

67 احناف کی خدمت میں گزارش:

---

68 فقہ حنفی کی چوٹی کی کتاب ہدایہ میں موقف سے دلیل:

69 امام ابوحنیفہ کے جنازے:

70 حاجی امداد اللہ مہاجر کے خلیفہ مجاز سید عبد المعبود کا بیان:



## عرض ناشر

اللہ کے راستے میں شہادت پیش کرنا مومن کی زندگی کا سب سے بڑا اعزاز ہوتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ تنا فرمایا کرتے تھے کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میرا دل چاہتا ہے کہ اللہ کے راستے میں شہید کر دیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کر دیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کر دیا جاؤں، پھر شہید کر دیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں۔ (صحیح مسلم)

نبوت کے بعد سب سے بڑا مقام قیامت والے دن اللہ تعالیٰ شہداء کو عطا فرمائے گا۔

زیر نظر کتاب ”غائبانہ جنازہ حدیث و تاریخ کی روشنی میں“ ہمارے محترم بھائی مولانا احسان الحق شہباز حفظہ اللہ تعالیٰ کی تحریر ہے۔ اس میں انہوں نے احادیث رسول ﷺ کے ساتھ ساتھ تاریخ اسلام کے ہر دور سے باقاعدہ دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ غائبانہ جنازہ کا عمل ہر دور میں جاری و ساری رہا ہے اور عام جنازوں کے علاوہ شہداء کے غائبانہ جنازے بھی ہوئے ہیں۔

آج وہ لوگ جو جہاد کے مسئلہ پر شکوہ و شبہات کا شکار ہیں اور مختلف اعتراضات کرتے رہتے ہیں، ان میں سے ایک اعتراض "شہید کے غائبانہ جنازہ" کی مشروعیت پر بھی ہے۔ ایسے تمام بھائیوں سے استدعا ہے کہ وہ اس کتاب کا مطالعہ کریں۔ ان شاء اللہ ان کے ہر اشکال کا مدلل جواب مل جائے گا۔

اگرچہ اس سے قبل محترم حافظ عبد السلام بن محمد حفظہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی اسی موضوع پر مختصر کتابچہ ادارہ "دارالاندلس" شائع کر چکا ہے جس میں احادیث رسول کے ذریعے شہید کے حاضر و غائبانہ جنازہ کے ثبوت پیش کیے گئے ہیں۔ محترم احسان الحق شہباز صاحب نے اس موضوع پر تفصیل سے قلم اٹھایا، جسے دیکھ کر امیر محترم حافظ محمد سعید حفظہ اللہ نے اسے شائع کرنے کا حکم دیا۔ بھائی محمود الحسن اسد اور بھائی محمد عمران نے اس کی تہذیب جبکہ اشیخ عبدالوی استاذ جامعہ الدعوۃ الاسلامیہ مرید کے نے تخریج کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے سب کے لیے نافع بنائے اور شہادت کی عظیم نعمت سے مالا مال فرمائے۔ آمین !!

آپ کا بھائی

سیف اللہ خالد

مدیر "دارالاندلس"

## جنازہ کیا ہے؟ اخوت اسلامی کا مظہر

«نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّی عَلَیٰ رَسُولِهِ الْکَرِیمِ وَأَمَّا بَعْدُ !»

اسلام ایک آفاقتی و عالمگیر مذہب ہے۔ اس نے اپنے ماننے والوں کے درمیان ہمدردی و محبت کی بنیاد قومیت، وطنیت یا رنگ و زبان پر نہیں بلکہ ایمان اور اسلام پر رکھی ہے۔ (مادی تعلقات جتنے بھی ہیں وہ مطلب برآری کے لئے اور فانی ہیں جبکہ ایمان کا یہ رشته روحانی و پائیدار ہے) رسول اللہ ﷺ با قاعدہ ہمدردی و خیرخواہی کرنے پر بیعت لیا کرتے تھے یہ ایسا تعلق ہے جو مشرق و مغرب، شمال و جنوب کے سارے مسلمانوں کو ایک وحدت میں لا کر پارٹی بازی اور کالے گورے نسل پرستی و قومیت کے سارے امتیازات ختم کر کے ایک دوسرے کا ہمدرد و خیرخواہ بنادیتا ہے اس ہمدردی کو اور اس رشته کو قائم رکھنے کے لئے شریعت کے بہت سارے احکام ہیں جن میں سے ایک حکم جنازہ ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«**حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ**، قِيلَ: مَا هُنَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَيْهِ!؟ قَالَ: إِذَا لَقِيْتُهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، وَإِذَا دَعَاكَ فَأَجِبْهُ، وَإِذَا اسْتَتْصَحَكَ فَانْصَحْ لَهُ، وَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللَّهَ فَشَمَتْهُ وَإِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ، وَإِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ»<sup>①</sup>

”مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں، کہا گیا اللہ کے رسول وہ کیا ہیں؟ فرمایا: جب تو اسے ملے تو اس پر سلام کہے، جب وہ دعوت دے تو قبول کرے، جب وہ تجوہ سے نصیحت طلب کرے تو تو خیر خواہی کرے، جب وہ چھینک کر ”الْحَمْدُ لِلَّهِ“ کہے تو تو اسے جواباً ”يَرَحْمُكَ اللَّهُ“ کہے، جب بیمار ہو تو عیادت کرے اور جب وہ مر جائے تو اس کا جنازہ پڑھے۔“

جنازہ ایک خاص دعا ہے:

جنازہ ایک دعا کرنے کا خاص طریقہ ہے۔ جسے نماز کا رنگ دینے کی کوشش کی گئی ہے، جو شریعت نے ہمیں بتایا ہے یہ کوئی باضابطہ نماز نہیں کیونکہ اس میں کوئی رکوع و سجود نہیں ہوتے۔ اس لیے اس موقع پر نبی اکرم ﷺ نے خلوص کے ساتھ دعائیں کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہ باہمی محبت کا ایسا مظہر ہے کہ میت حاضر بھی ہو تو پھر بھی حاضر و غائب زندہ و فوت شدگان سب کے لیے اس کے اندر دعائیں کی جاتی ہیں۔

① صحیح مسلم ، کتاب السلام ، باب من حق المسلم للمسلم رد السلام ، حدیث: ۲۱۶۲۔

## جنازہ کی صورتیں

جنازہ کی کئی صورتیں ہیں جو درج ذیل ہیں:

① میت سامنے رکھ کر جنازہ پڑھنا:

یہ طریقہ بہت معروف ہے کسی بھی مسلمان کو جب وہ فوت ہو جائے اسی طریقہ سے الوداع کیا جاتا ہے۔

② بعد از دفن قبر پر جنازہ پڑھنا:

(الف) صحیح بخاری میں باب ہے ”بَابُ الْصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ بَعْدَ مَا يُدْفَنُ“ ”دفن کیے جانے کے بعد قبر پر نماز پڑھنا۔“ پھر حدیث ذکر کی ہے۔ سلیمان شیبانی کہتے ہیں کہ میں نے شعیم سے سنا، کہہ رہے تھے مجھے اس نے بتایا جو نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک الگ تھلگ قبر کے پاس سے گزرا: ((فَامَّهُمْ وَصَلُّوا خَلْفَهُ)) ”تو آپ ﷺ نے امامت کروائی اور صحابہ نے آپ ﷺ کے پیچھے جنازہ پڑھا۔ میں نے کہا اے ابو عمرو! (یہ شعیم کی کنیت ہے) آپ سے یہ کس نے بیان کیا، کہا ابن

عباس بنیہ نے (صحیح بخاری، ۱۷۸۱) یہی روایت پیچھے ”بَابُ الصَّفُوفِ عَلَى الْجَنَازَةِ“ میں بھی ذکر کی گئی اور اس میں صفين بنو انے اور چار تکبیریں کہنے کا بھی ذکر ہے۔

(ب) صحیح بخاری ہی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس عورت کی قبر پر نماز پڑھنے والی حدیث بھی موجود ہے جو مسجد کی صفائی کیا کرتی تھی اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ نے آپ ﷺ کو بتائے بغیر اسے دن کر دیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا ”مجھے اس کی قبر بتاؤ۔“ ①

(ج) نیل الاول طار میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ایک تازہ قبر پر صفين بنو اکر چار تکبیروں کے ساتھ جنازہ پڑھنے والی روایت ہے۔ پھر یہ روایت ”صحیح بخاری باب صفوں الصبيان مع الرجال فی الجنائز“ میں موجود ہے۔

(د) دارقطنی کے حوالے سے ایک مہینہ بعد قبر پر نماز پڑھنے کا ثبوت بھی موجود ہے۔ ② لیکن یہ طریقہ ہمارے علاقے میں نہیں پایا جاتا، لوگ قبرستان میں ضرور جاتے ہیں مگر جنازہ پڑھنے کے انداز سے دعا نہیں کرتے اللہ تعالیٰ اس سنت پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

### ۳) غائب میت پر جنازہ پڑھنا:

(الف) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جس دن شاہ جہش نجاشی فوت ہوئے اسی دن آپ ﷺ نے ہمیں اس کی اطلاع دی:

① صحیح بخاری: ۱۴۸۱۔ ② نیل الاول طار: ۵۵۱۴۔

«وَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمُصَلَّى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَرَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ  
تَكْبِيرَاتٍ»<sup>①</sup>

”اور آپ ﷺ صحابہ کو لے کر نماز کی جگہ پر گئے صفين بنوا میں اور چار تکبیروں  
کے ساتھ جنازہ پڑھایا۔“

صحیح مسلم میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یہی روایت ہے اور اس میں اس  
طرح الفاظ ہیں:

«فَقَامَ فَامْنَا وَصَلَّى عَلَيْهِ»<sup>②</sup>

”آپ ﷺ کھڑے ہوئے ہماری امامت کروائی اور اس پر نماز پڑھی۔“

اس صفحہ پر ایک دوسری حدیث میں یہ بھی ذکر ہے کہ ((فَصَفَفْنَا صَفَّيْنِ)) ”هم  
نے دو صفين بنائی تھیں۔“ یہ حدیث تقریباً آٹھ صحابہ سے مروی ہے اور تقریباً حدیث کی  
ساری کتابوں میں موجود ہے۔ جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ غائب میت پر  
نماز جنازہ نبی اکرم ﷺ نے پڑھا اور پڑھایا ہے۔ مزید برآں کبار محدثین نے اس  
حدیث سے استدلال کرتے ہوئے اپنی کتابوں میں عنوان ہی اس طرح کے قائم کیے  
ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا ثابت ہے اور اس پر محدثین و  
فقہاء کے باقاعدہ تبصرے ہیں جو ان شاء اللہ آگے ذکر کیے جائیں گے۔



① صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہ۔

② صحیح مسلم: ۳۰۹۱

## منکرین غائبانہ نماز جنازہ کی تشكیکات اور ان کا جواب

اشکال ① یہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ خاص تھا کہ وہ غائبانہ نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں، امت نہیں پڑھ سکتی۔ جیسا کہ مالکیہ وغیرہ کا قول ہے۔

جواب: اللہ تعالیٰ نے پوری امت کو نبی اکرم ﷺ کی اطاعت و اتباع کا حکم دیا ہے اور آپ ﷺ کو امت کے لیے اسوہ حسنہ قرار دیا ہے: ﴿مَا أَنْكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ﴾ عمومی حکم دیا ہے کہ ”رسول جو بھی تمہیں دیں اسے لے لو۔“ اس لیے احکام میں اصل یہی ہے کہ اس میں خصوص نہ ہو۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری (۲۳۳/۳) میں واضح طور پر لکھا ہے کہ (لَا نَ  
الْأَصْلَ عَدْمُ الْخُصُوصِيَّةِ) لہذا! اس وقت تک کسی بھی کام کو نبی اکرم ﷺ کے ساتھ خاص نہیں قرار دیا جا سکتا جب تک خصوص کی واضح دلیل نہ مل جائے۔ جیسا کہ کوئی عورت اپنا آپ نبی ﷺ کو ہبہ کر دے اور بغیر نکاح کے آپ اسے بیوی بنالیں،

① فتح الباری: ۳/۲۴۳۔

آپ کے ساتھ ہی خاص تھا اور قرآن نے اس کی وضاحت کی ہے کہ ﴿خَالِصَةُ لَكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ یہ کام صرف آپ کے ساتھ مخصوص ہے دوسرے اہل ایمان کے لیے نہیں، اور یہاں اس مسئلہ میں غائبانہ جنازہ آپ ﷺ کے ساتھ خاص ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ امام نووی عَلَيْهِ السَّلَامُ فرماتے ہیں:

((لَوْ فُتَحَ بَابُ هَذَا الْخُصُوصِ لَا نُسَدَّ كَثِيرٌ مِنْ ظَواهِرِ الشَّرْعِ مَعَ أَنَّهُ لَوْ كَانَ شَيْءٌ مَا ذَكَرُوهُ لَتَوَفَّرَتِ الدَّوَاعِي عَلَى نَقْلِهِ))  
”یعنی اگر تخصیص کا دروازہ کھول دیا جائے تو شریعت کے بہت سارے کھلے اور ظاہری احکام ختم ہو جائیں حالانکہ اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو اسے نقل کرنے کے اسباب و افراد تھے۔ واضح طور پر نقل ہوتا مگر ایسا نہیں ہے۔“

نوبت احکام شریعت کا معاملہ ایسا نہیں ہے کہ جو شخص جس طرح چاہے کہتا پھرے۔ کوئی مسئلہ اور طریقہ قرآن و سنت سے دلیل کے ساتھ ثابت ہو تو معتبر ہوتا ہے۔ صرف فرض کرنے سے یا احتمال کرنے سے کوئی بات مسئلہ کا درجہ نہیں اختیار کرتی۔ پھر خصوصیات تو احتمال کے ساتھ ثابت ہو ہی نہیں سکتے۔ جیسا کہ ”فتح الباری“ میں بھی ہے اور لطف یہ کہ ”فتح الباری“ کے حوالے سے ”مولانا عبدالجعفی لکھنوی“ نے حاشیہ ہدایہ میں بھی اس کا ذکر کرتے ہوئے ایسے لوگوں کی تردید کی ہے جو احتمالات سے خصوصیات کی بات کہہ دیتے ہیں۔<sup>①</sup>

① هدایۃ باب الاعتكاف : ۲۲۹۱۴۔

علامہ عینی حنفی کا فیصلہ:

شرح بخاری عمدۃ القاری میں علامہ عینی حنفی خصوصیت کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

((هَذَا تَأْوِيلٌ فَاسِدٌ لَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَعَلَ شَيْئًا مِنْ أَفْعَالِ الشَّرِيْعَةِ كَانَ عَلَيْنَا اتِّبَاعُهُ وَالْإِيْتَاءُ بِهِ وَالْتَّحْصِيْصُ لَا يُعْلَمُ إِلَّا بِدَلِيلٍ وَمِمَّا يُبَيِّنُ ذَلِكَ أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ بِالنَّاسِ إِلَى الْصَّلَوةِ فَصَفَّ بِهِمْ فَصَلَّوْا مَعَهُ فَعُلِمَ أَنَّ هَذَا التَّأْوِيلُ فَاسِدٌ))

”یعنی غائبانہ نماز جنازہ کو رسول اللہ ﷺ کا خاصہ قرار دینا، تاویل فاسد ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ افعال شریعت سے جب کوئی کام کرتے ہیں تو اس کو نمونہ بنانا اور اتباع کرنا ہم پر لازم ہو جاتا ہے اور تخصیص نہ ہونے کی وضاحت تو اسی بات سے ہو جاتی ہے کہ آپ لوگوں کو ساتھ لے کر گئے، ان کی صفیں بنائیں اور سب نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی یعنی اگر آپ ﷺ کا خاصہ ہوتا تو صحابہ کیوں ساتھ جاتے؟ لہذا یہ کہنا کہ آپ کا خاصہ ہے، تاویل فاسد ہے۔“

علامہ زیلیعی حنفی نے نصب الرایہ میں اسی بات کو دلیل بنا کر خاصہ کہنے والوں کو ان کا وہم کہہ کر رد کیا ہے اور کہا کہ اگر یہ آپ ﷺ کا خاصہ ہوتا تو آپ ﷺ صحابہ کرام ﷺ کو ڈانٹ دیتے۔ تو جب صحابہ ﷺ نے بھی پڑھا بلکہ آپ ﷺ خود

انہیں لے کر گئے ہیں تو یہ خاصہ تو نہ ہوا۔

اشکال ۲ زمینی رکاوٹیں دور کر کے نجاشی کی میت کو آپ ﷺ کے سامنے ظاہر کر دیا گیا تھا یا نجاشی کی چار پائی آپ ﷺ کے سامنے اٹھا دی گئی جس سے آپ ﷺ نے چار پائی کو دیکھا جیسا کہ معراج کے بعد بیت المقدس کو سامنے کر دیا گیا تھا۔ الہذا! یہ غائبانہ نماز جنازہ نہ ہوا۔

جواب: اس اشکال کا جواب بھی قریب پہلے اشکال کے جواب میں مذکور ہے یعنی دین اسلام میں کتاب و سنت سے دلیل پیش کر کے بات کو ثابت کیا جاتا ہے۔ اپنے خیال یا احتمال کی بنیاد پر بات کا کوئی اعتبار نہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ کسی صحیح روایت میں ایسا کوئی تذکرہ نہیں کہ نجاشی کی میت آپ کے سامنے کر دی گئی تھی۔ حافظ ابن حجر عسقلی نے اس اشکال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ:

((إِنَّ رَبَّنَا عَلَيْهِ لَقَادِرٌ وَ أَنَّ نَبِيَّنَا أَهْلُ لِذِلِّكَ وَلَكِنْ لَا تَقُولُوا إِلَّا مَارَوْيَتُمْ وَ لَا تَخْتَرِعُوا حَدِيثًا مِنْ عِنْدِ أَنفُسِكُمْ وَ لَا تُحَدِّثُوْا إِلَّا بِالثَّابِتَاتِ وَ دُعُوا الْضُّعَافَ فَإِنَّهَا سَيِّلُ تَلَافٍ إِلَى مَا لَيْسَ بِهِ تَلَافٌ)) ①

”یعنی ہمارا رب اس بات پر قادر ہے اور ہمارے نبی ﷺ بھی اس کے اہل ہیں مگر بات وہی کرو جو روایت سے ثابت ہو، اپنی طرف سے کوئی حدیث نہ

گھڑو، صرف وہی بیان کرو جو مضمبوط حدیث سے ثابت ہو اور ضعیف روایت چھوڑ دو کیونکہ یہ ایسی تباہی کا راستہ ہے جس کی تلافی ناممکن ہے۔“  
ابن دیقیں العید نے بھی کہا ہے : «هَذَا يَحْتَاجُ إِلَى نَقْلٍ وَ لَا يَبْثُتُ بِالْأَحْتِمَالِ» ”یعنی اس بات کو ماننے کے لئے نقلی دلیل کی ضرورت ہے صرف احتمال کرنے سے یہ ثابت نہ ہو گا۔“ (البته) علامہ کرمانی بھی فرماتے ہیں : «قَوْلُهُمْ رَفْعُ الْحِجَابِ مِنْهُ مَمْنُوعٌ» ”یہ کہنا کہ میت سے رکاوٹیں دور کر کے اسے سامنے کر دیا گیا تھا، قابل تسلیم نہیں ہے۔“ پھر کہتے ہیں بالفرض یہ مان بھی لیا جائے تو جن صحابہ نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی ان سے تو غائب ہی تھی اور آپ ﷺ کی موجودگی میں یہ عمل ہوا لہذا ماننا پڑے گا۔ ①

حافظ ابن حجر عسکری نے فتح الباری میں اس قول کے قائلین کی طرف سے پیش کیے جانے والے دلائل کا ذکر بھی کیا اور ان کا رد بھی کیا۔ مثلاً ایک روایت وہ پیش کرتے ہیں : «عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللُّهُ عَنْهُمَا قَالَ كُشِيفُ النَّبِيِّ عَلَيْهِ مِنْ سَرِيرِ النَّجَاشِيِّ حَتَّى رَأَهُ وَصَلَّى عَلَيْهِ»  
”ابن عباس فتحیہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے سامنے نجاشی کی چار پائی کر دی گئی، آپ ﷺ نے اسے دیکھا اور نماز پڑھی۔“

حافظ صاحب فرماتے ہیں اسے واقدی نے ذکر کیا اور اس کی کوئی سند نہیں ہے۔

اس طرح ابن حبان کے حوالے سے حضرت ابن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر کی ہے:

«فَقَامَ وَصَفَّوَا خَلْفَهُ وَنَعَمْ لَا يَظْنُونَ إِلَّا أَنْ جَنَازَتُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ»

”پس آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور ہم نے ان کے پیچھے صفیں بنائیں اور ہاں! ہم یہی خیال کرتے تھے کہ یقیناً ان کی میت ہمارے سامنے ہے۔“

اسی طرح ابو عوانہ کے حوالے سے یہی کی سند سے روایت ہے:

«فَصَلَّيْنَا خَلْفَهُ وَنَحْنُ لَا نَرَى إِلَّا أَنَّ الْجَنَازَةَ قُدَّامَنَا»

”یعنی ہم نے صفیں بنائیں اور یہی سمجھتے تھے کہ میت ہمارے سامنے ہے۔“

مرعاة المفاتیح میں لکھا ہے:

«وَأَمَّا الْإِسْتَنَادُ لِلتَّخْصِيصِ إِلَى مَا ذَكَرُوهُ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ

عَبَّاسٍ وَحَدِيثِ عُمَرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ»<sup>①</sup>

”یعنی ابن عباس اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کے حوالے سے جو روایتیں ذکر کی جاتی ہیں ان میں کوئی حقیقت نہیں۔“

پھر حدیث عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہم نے اس طرح سمجھا کہ میت ہمارے سامنے ہے۔ اس سے ذہنی سوچ ثابت ہوتی ہے اور غائبانہ نماز میں بھی یہی نسبت کی جاتی ہے ورنہ فی الواقع میت سامنے نہیں تھی۔ اس کی تائید میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہی کی روایت جامع ترمذی اور سنن نسائی میں اس طرح ہے، کہتے ہیں:

«فَقُمنَا فَصَفَفْنَا كَمَا يُصَفُّ عَلَى الْمَيْتِ وَصَلَّيْنَا عَلَيْهِ كَمَا

① مرعاة المفاتیح : ٤٧٥ -

يُصَلِّي عَلَى الْمَيِّتِ<sup>②</sup>

”یعنی ہم کھڑے ہوئے، صفیں بنائیں جس طرح میت پر صفیں بنائی جاتی ہیں اور نماز پڑھی جس طرح میت پر نماز پڑھی جاتی ہے۔“

اور اگر حقیقتاً میت سامنے ہوتی تو تشبیہ دینے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ پھر مرعاۃ، فتح الباری اور دیگر کتابوں میں طبرانی کے حوالے سے حضرت مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

((فَصَفَفْنَا خَلْفَهُ صَفَيْنِ وَمَا نَرِيَ شَيْئًا))

”ہم نے دو صفیں بنائیں اور ہم کچھ نہیں دیکھ رہے تھے۔“

یعنی ہمارے سامنے میت وغیرہ نہیں تھی۔ یہی روایت اپنے معنی میں کتنی واضح ہے۔ امام شافعی علیہ السلام نے شاید اسی بنیاد پر اس طرح بات کی ہے:

((وَلَا بَأْسَ أَن يُصَلِّي عَلَى الْمَيِّتِ بِالنِّيَّةِ فَقَدْ فَعَلَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ بِالنَّجَاشِيِّ صَلَّى عَلَيْهِ بِالنِّيَّةِ وَقَالَ بَعْضُ لَا يُصَلِّي عَلَيْهِ بِالنِّيَّةِ وَهَذَا خِلَافُ سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ الَّذِي لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ خِلَافُهَا وَمَا نَعْلَمُهُ رَوَى فِي ذَلِكَ شَيْئًا إِلَّا مَا قَالَ بِرَأْيِهِ))<sup>②</sup>

”یعنی میت پر صرف نیت سے ہی نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، رسول اللہ علیہ السلام نے نجاشی کے ساتھ ایسا ہی کیا تھا یعنی میت غائب کو حاضر فی الذہن کر کے ہی جنازہ پڑھا تھا۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ غائب میت پر

نیت سے جنازہ نہ پڑھا جائے، یہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کے خلاف ہے جس کی مخالفت کرنا کسی کے لیے حلال نہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ ایسا کہنے والے نے کوئی دلیل روایت کی ہو سوائے اپنی رائے کے۔“ مزید برآں امام شافعی عَلَيْهِ السَّلَامُ فرماتے ہیں:

((الصَّلَاوَةُ عَلَى الْمَيِّتِ دُعَاءُ لَهُ وَهُوَ إِذَا كَانَ مُلَفَّاً يُصَلَّى عَلَيْهِ فَكَيْفَ لَا يُدْعَى لَهُ وَهُوَ غَائِبٌ أَوْ فِي الْقَبْرِ بِذَلِكَ الْوَجْهِ الَّذِي يُدْعَى لَهُ وَهُوَ مُلَفَّٰ)) ①

”یعنی نماز جنازہ میت کے لیے دعا ہے تو میت جب کفن میں لپٹی پڑی ہو تو اس کے لیے یہ دعا ہو سکتی ہے تو میت غائب یا قبر میں محفون پر اس طریقے سے دعا کیوں نہیں کی جاسکتی، جس طریقے سے کفن میں لپٹی ہوئی پر کی جاتی ہے؟“

غائبانہ جنازہ پر اجماع صحابہ:

حافظ ابن حزم نے ” محلی“ میں میت غائب پر امام اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا عنوان قائم کر کے اور دلیل میں بھی نجاشی والی روایت ذکر کر کے کہا ہے کہ ((وَهَذَا إِجْمَاعٌ مِنْهُمْ لَا يَجُوزُ تَعَدِّيَةً))

” یہ سب صحابہ کرام کا اجماع ہے اس سے تجاوز و زیادتی درست نہیں۔“

جہاں تک واقعہ اسراء کا تعلق ہے تو وہاں صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو سامنے کر دیا تھا اور آپ ﷺ دیکھ کر قریش کو نشانیاں بتاتے

① فتح الباری: ۳۴۲۱۳:-

جاتے تھے مگر جنازہ نجاشی کے متعلق اس طرح کی بات قطعاً ثابت نہیں ہے۔

اشکال ۳ نبی اکرم ﷺ نے نجاشی کے علاوہ کسی اور کا غائبانہ جنازہ نہیں پڑھا حالانکہ آپ ﷺ کی زندگی میں بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فوت ہوئے۔

جواب: شریعت اسلامیہ میں کسی بھی کام کے متعلق صرف اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول ﷺ سے ثابت ہو بس کسی بھی کام کے قبول کرنے کے لیے اس کو بار بار کیے جانے کی شرط قطعی طور پر غلط اور نامناسب ہے۔ مومن آدمی کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کی سنت پر مطمئن کرے اور اس سے فرار کے لیے حیلے بہانے نہ تراشے۔ لہذا کسی مسئلہ کے ثابت ہونے کے بعد یہ کہنا کہ بتاؤ کسی اور وقت میں بھی ایسا ہوا یا کسی اور نے بھی ایسا کیا یہ شیطانی خیال اور بری بات ہے، اس سے توبہ کر کے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا جذبہ پیدا کرنا چاہیے۔ مومن کا کام صرف اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے کے بعد یہ ہوتا ہے کہ ”أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا“، ”سَنْ لِيَا وَمَانَ لِيَا“۔

تاہم نبی اکرم ﷺ سے نجاشی کے علاوہ دیگر موقع پر بھی غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا ثابت ہے اور آگے امت میں بھی وقتاً فوقتاً یہ سلسلہ ثابت ہے۔ فتح الباری میں حافظ ابن حجر عسکری نے حضرت معاویہ بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے غائبانہ طور پر جنازہ کا ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ:

((قَدْ ذُكِرَتْ فِي تَرْجُمَتِهِ فِي الصَّحَابَةِ أَنَّ خَبَرَهُ قَوِيٌّ بِالنَّظَرِ إِلَى

جَمِيعُ طُرُقِهِ ①

”اس روایت کے تمام طرق و سندیں سامنے رکھی جائیں تو یہ روایت قوی ہے۔“

نیل الاوطار میں مزید وضاحت ہے کہ آپ ﷺ اس وقت تبوک میں تھے جب پیچھے مدینہ میں یہ وفات پا گئے اور آپ ﷺ کو اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے غائبانہ طور پر ان کا جنازہ پڑھایا۔

مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ حضرت ام کلثوم جوسودہ بنت زمعہ کی بہن تھیں، مکہ میں فوت ہوئیں تو مدینہ کے مقام بقیع میں آپ ﷺ نے ان کا چار تکبیروں کے ساتھ جنازہ پڑھایا۔

نیل الاوطار میں ابو امامہ باہلی کے حوالے سے معاویہ بن مقرن کے متعلق بھی مروی ہے کہ ان کا غائبانہ نماز جنازہ پڑھایا گیا۔ پھر معاویہ بن معاویہ مزني کے متعلق حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔ امام شوکانی نے اگرچہ ان روایات کے ضعف کو بیان کر دیا ہے تاہم بطور شاہد اتنا ضرور معلوم ہو سکتا ہے کہ اس مسئلہ میں متعدد باریہ کام ہونے کی ایک بنیاد ہے۔

صحیح بخاری میں شہدائے احمد جن کی تعداد ستر ہے، کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا ثابت ہے اور حدیث کی دیگر معتبر کتب میں بھی یہ روایت ثابت ہے۔ اس مسئلہ پر تفصیلی بحث آگے آئے گی۔ ان شاء اللہ۔

① فتح الباری : ۲۴۳۱۳۔

اشکال ۲ نجاشی ایسے علاقے میں فوت ہوئے جہاں کوئی اور مسلمان نہیں تھا اور ان کا اسلامی طریقہ سے جنازہ نہیں پڑھا گیا تھا اس لیے آپ ﷺ نے ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی۔ اس لیے آج کوئی مسلمان ایسے حالات رکھتا ہو تو اس پر غائبانہ جنازہ پڑھا جائے ورنہ نہیں۔ امام ابو داؤد نے اپنی سنن میں اس حدیث پر ایسا ہی عنوان قائم کیا ہے، شاید ان کا یہی موقف ہو اور آج کل بھی بہت سے لوگ یہ بات کرتے ہیں۔ خطابی صاحب بھی اسی کے قائل ہیں اور شافعیہ میں سے رویانی نے بھی اسی کو حسن قرار دیا ہے۔<sup>۱</sup>

جواب: حافظ ابن حجر عسکری نے فتح الباری میں اسے صرف ایک احتمال قرار دیا ہے اور لکھا ہے:

«لَمْ أَقِفْ فِي شَيْءٍ مِّنَ الْأَخْبَارِ مَعِيَ أَنَّهُ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ فِي  
بِلَادِهِ أَحَدٌ»<sup>۲</sup>

”میں کسی ایسی خبر پر واقف نہیں ہو سکا جو اس بات پر دلالت کرتی ہو کہ نجاشی کے علاقے سے اس کا جنازہ کسی نے نہیں پڑھا تھا۔“

توجہ کسی بات کی دلیل نہ ہو تو اس پر دعویٰ کرنا درست نہیں ہے۔ اسی طرح امام شوکانی عسکری نے نیل الاوطار میں اسے صرف ایک عدد قرار دیتے ہوئے کہا ہے:

«وَهُوَ أَيْضًا جُمُودٌ عَلَى قِصَّةِ النَّجَاشِيِّ يَدْفَعُهُ الْأَثُرُ وَالنَّظَرُ»<sup>۳</sup>

① فتح الباری - ② فتح الباری: ۲۴۳۱ - ③ نیل الاوطار: ۵۵۱۴

” یہ بھی نجاشی کے واقعہ پر جمود ہے جس کی نقل اور عقل تردید کرتے ہیں۔“  
شیخ عبد اللہ مبارکپوری مرعاۃ المفاتیح میں اس پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ  
عون المعبود میں لکھا ہے:

(( نَعَمْ مَا وَرَدَ فِيهِ شَيْءٌ نَفِيًّا وَلَا إِثْبَاتًا لِكِنَّ مِنَ الْمَعْلُومِ أَنَّ  
النَّجَّاشِيَّ أَسْلَمَ وَشَاعَ إِسْلَامُهُ وَوَصَلَ إِلَيْهِ جَمَاعَةُ مِنَ  
الْمُسْلِمِينَ مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ وَكَرَّةً بَعْدَ كَرَّةٍ فَيَبْعُدُ كُلُّ الْبَعْدِ أَنَّهُ مَا  
صَلَّى عَلَيْهِ أَحَدٌ فِي بَلْدِهِ )) ①

” یہ درست ہے کہ اس کے متعلق (جہشہ میں نجاشی کا جنازہ پڑھے جانے کے  
متعلق) نفی اور ثبات کی صورت میں کوئی دلیل نہیں لیکن یہ بات تو واضح ہے  
کہ نجاشی مسلمان ہوا اور اس کا اسلام لانا عام ہو گیا تھا اور مسلمانوں کے کئی  
افراد وقتاً فوتاً اس کے پاس جاتے رہتے تھے تو یہ انتہائی ناممکن ہے کہ اس  
کے علاقے میں کسی نے بھی اس کا جنازہ نہ پڑھا ہو۔“

اس طرح کی بات المغنى میں ابن قدامہ کے حوالے سے درج ہے کہ:

(( يَبْعُدُ أَنْ يَكُونَ لَمْ يُوَافِقُهُ أَحَدٌ يُصَلِّي عَلَيْهِ )) ②

” یہ ناممکن ہے کہ کوئی بھی ان کے موافق نہ ہوا ہو جو ان کا جنازہ ہی پڑھتا۔“  
بعض لوگ جو حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ کی روایت سے دلیل لیتے ہیں ان کی

① عون المعبود: ۱۵۸/۳ - ② المغنى: ۵۱۳/۲ -

تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ روایت تو ان کے خلاف جاتی ہے کیونکہ اس میں آپ ﷺ نے فرمایا تھا:

((صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَى أَخِ لَكُمْ مَاتَ بِغَيْرِ أَرْضِكُمْ))

”یعنی اپنے بھائی پر نماز جنازہ پڑھو جو تمہارے علاقے میں نہیں بلکہ دوسرے علاقے میں فوت ہوا ہے۔“

اس سے مراد ہے کہ اگر وہ تمہارے علاقے میں فوت ہوتا تو تم اس کا جنازہ پڑھتے جس طرح عموماً پڑھتے ہو۔

((لِكِنَّهُ مَاتَ فِي غَيْرِ أَرْضِكُمْ فَصَلُوْا عَلَيْهِ صَلَاةَ الْغَائِبِ))

”لیکن وہ چونکہ دوسرے علاقے میں فوت ہوئے ہیں اس لیے اس پر غائبانہ نماز جنازہ پڑھو،“

آگے فرماتے ہیں:

((فَهَذَا تَشْرِيعٌ مِنِّي وَ سُنَّةُ لِلَّامَةِ الصَّلَاةُ عَلَى كُلِّ غَائِبٍ))

”اس طرح نبی اکرم ﷺ نے ہر غائب کا جنازہ پڑھنا امت کے لئے سنت اور شریعت کے مطابق بنادیا ہے۔“<sup>①</sup>

جیشہ میں مسلمان موجود تھے۔ علامہ زرکشی نے اپنی کتاب ”البرهان فی علوم القرآن“ میں ”ما حمل من المدينة الى الحبشة“ کے تحت لکھا ہے:

① مرعاة المصايف: ٤٧٥/٣:-

«هَيَ سِتُّ آيَاتٍ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَعْفَرَ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فِي خُصُومَةِ الرُّهْبَانِ وَالْقِسِّيْسِيْنَ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ فَقَرَأَهَا جَعْفَرٌ عِنْدَ النَّجَاشِيِّ فَلَمَّا بَلَغَ قَوْلَهُ مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا قَالَ النَّجَاشِيُّ صَدَقُوا مَا كَانَتِ الْيَهُودِيَّةُ وَالنَّصْرَانِيَّةُ إِلَّا مِنْ بَعْدِهِ ثُمَّ قَرَأَ جَعْفَرٌ إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لِلَّذِينَ تَبَعُوا إِلَيْهِ قَالَ النَّجَاشِيُّ اللَّهُمَّ إِنِّي وَلِيُّ لَأُولَيَاءِ إِبْرَاهِيمَ وَقَالَ صَدَقُوا وَالْمَسِيحُ نَمَّ أَسْلَمَ النَّجَاشِيُّ وَأَسْلَمُوا» <sup>①</sup>

”یعنی رسول اللہ ﷺ نے علماء نصاریٰ کے ساتھ مناظرہ کے لئے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے پاس یہ چھ آیات بھیجیں ”یَا أَهْلَ الْكِتَابِ“ سے لے کر آخر تک چھ آیتیں۔ تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نجاشی کی موجودگی میں راہبوں اور پادریوں کے سامنے یہ آیتیں پڑھیں۔ جب یہ آیت پڑھی ”مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ..... یعنی ابراہیم علیہ السلام یہودی تھے نہ عیسائی تو نجاشی کہہ اٹھایہ سچ ہے یہودیت اور نصرانیت تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد معرض وجود میں آئیں۔ پھر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے پڑھا: إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ ..... یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سب سے زیادہ قریبی وہ لوگ ہیں جو ان کے پیروکار ہیں تو نجاشی نے کہا

”اے اللہ! میں ابراہیم علیہ السلام کے دوستوں کا دوست ہوں، یہ لوگ اور مسیح علیہ السلام سچے ہیں۔ پھر نجاشی نے بھی اسلام قبول کر لیا اور ان کے راہبیوں اور پادریوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔“

تفسیر فتح القدیر میں علامہ شوکانی علیہ السلام نے قدرے تفصیل سے ذکر کرنے کے بعد

کہا:

«فَامْنُوا بِالْقُرْآنِ وَفَاضَتْ أَعْيُنُهُمْ مِنَ الدَّمْعِ» ①

”وہ سب قرآن پر ایمان لے آئے اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔“

تفسیر ابن کثیر میں چھٹے پارے کی آخری آیت کی تفسیر میں بھی واضح طور پر نجاشی کے علاوہ دیگر افراد کے اسلام قبول کرنے کا تذکرہ کیا گیا ہے، جس میں یہ بات واضح انداز میں کہی گئی ہے:

«قَالَ عَطَاءُ بْنُ أَبِي رِبَاحٍ : هُمْ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْحَبْشَةِ أَسْلَمُوا

حِينَ قَدِمَ عَلَيْهِمْ مُهَاجِرَةً الْحَبْشَةَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ»

”عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں کہ ان آیات کا مصدق اہل حبشہ کے وہ لوگ

ہیں جو مسلمان ہو گئے تھے جب وہاں مسلم مہاجرین آئے تھے۔“

«وَقَالَ قَتَادَةُ : هُمْ قَوْمٌ كَانُوا عَلَى دِينِ عِيسَى ابْنِ مَرِيْمَ فَلَمَّا

رَأَوْا الْمُسْلِمِينَ وَسَمِعُوا الْقُرْآنَ أَسْلَمُوا»

”حضرت قادہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ یہ وہ لوگ تھے جو دین عیسیٰ پر تھے جب انہوں نے مسلمانوں کو دیکھا اور ان سے قرآن سناتو وہ مسلمان ہو گئے تھے۔“ <sup>①</sup>



① تفسیر ابن کثیر: ۲/۱۹۱، مطبوعہ جمیعت احیاء التراث الاسلامی۔

## وفد نجاشی کا رسول اللہ ﷺ کے پاس آنا اور اسلام قبول کرنا

«عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قَالَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْ أَصْحَابِ النَّجَّاشِيِّ لِلنَّجَّاشِيِّ أَئْدُنْ لَنَا فَلَنَّا تِ هَذَا النَّبِيُّ الَّذِي كُنَّا نَجِدُهُ فِي الْكِتَابِ فَاتَّوْا وَأَسْلَمُوا»<sup>①</sup>

”یعنی اصحاب نجاشی کے مونموں نے نجاشی سے اجازت طلب کی کہ ہم اس نبی کے پاس جائیں جس کا ہماری کتاب میں ذکر کیا گیا، پھر وہ آئے اور اسلام قبول کیا۔“

اسد الغابہ میں نبی اکرم ﷺ کے نجاشی کی طرف خط لکھنے، نجاشی کے اسلام قبول کرنے کا تذکرہ بھی ہے اور آگے ہے کہ اس نے اپنے بیٹے کو ساٹھ دیگر افراد کے ساتھ آپ ﷺ کے ہاں بھیجا مگر کشتشی جب سمندر کے درمیان پہنچی تو وہ سب غرق ہو گئے۔<sup>②</sup>

① الخصائص الکبریٰ للسیوطی: ۱۷۱۱ - الاصابة: ۴۴۱ -

② اسد الغابہ: ۶۲۱ -

اہل جبھے کے مسلمانوں کے چند نام: (۱) حضرت ابرہيم رضی اللہ عنہ (الاصابہ: ۱۷۱) (۲) حضرت بحیرا رضی اللہ عنہ (ایضاً)۔ (۳) حضرت ادریس رضی اللہ عنہ یہ بھی وفد کے ساتھ مدینہ آئے (الاصابہ: ۱۷۰)۔ (۴) حضرت تمام رضی اللہ عنہ (ص: ۱۸۵)۔ (۵) حضرت تمیم رضی اللہ عنہ (صفہ: ۸۸)۔ (۶) حضرت درید الراہب رضی اللہ عنہ۔ ((ذَكَرَ الشَّعْلَبِيُّ فِي تَفْسِيرِهِ أَنَّهُ أَحَدُ الْوَفَدِ الَّذِينَ وَجَهُوهُمُ النَّجَاشِيُّ فَلَمَّا سَمِعُوا الْقُرْآنَ بَكُوا فَنَزَلَتْ فِيهِمْ 《وَإِذَا سَمِعُوا .....》) «غلبی نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ یہ اس وفد میں شامل تھے جسے نجاشی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا تھا تو جب انہوں نے قرآن سنا تو رونے لگ گئے، انہی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی: 《وَإِذَا سَمِعُوا .....》 (الاصابہ: ۲۶۷/۱) (۷) حضرت اشرف رضی اللہ عنہ۔ جبھے سے آٹھ راہب آپ کے پاس آئے ان میں ایک یہ تھے۔ (صفہ: ۲۶)۔ (۸) ذو جدن یا زو جمن رضی اللہ عنہ۔ جبھے سے بہتر افراد کا وفد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ان میں یہ شامل تھے۔ (اسد الغاہ: ۱۳۱/۲) (۹) ذو مجرب رضی اللہ عنہ۔ یہ نجاشی کے بھتیجے تھے ان کا تذکرہ سنن ابو داؤد، باب ”فی من نام عن صلوة او نسیها“ کے تحت راوی حدیث کے طور پر موجود ہے اور ابو داؤد میں بھی اسے نجاشی کا بھتیجा اور کان یخدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم نبی کا خدمت گزار بیان کیا گیا ہے۔ (ابو داؤد: ۱۳۲/۲) ان کے بارے میں اسد الغاہ (۱۳۲/۲) میں ہے کہ بہتر افراد کے وفد میں آئے اور یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہے حتیٰ کہ بعض نے انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے موالی میں شمار کر دیا۔ انہوں نے کئی احادیث روایت کی ہیں جو مسند احمد، ابو داؤد، ابن ماجہ

وغیرہ میں موجود ہیں (الاصابہ: ۳۷۲) نیز (البدایہ والنھایہ: ۳۳۲/۵) اور (تہذیب التہذیب: ۳/۲۲۲) میں بھی ان کا تذکرہ ہے۔ (۱۰) حضرت نافع جبشی رضی اللہ عنہ۔ (الاصابہ: ۵۱۸/۳) آخر میں اسد الغابہ کا ایک مقام نقل کر کے ہم اختتام کرتے ہیں:

(( قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعْفَرًا فِي سَبْعِينَ رَأِكَبًا إِلَى النَّجَاشِيِّ فَلَمَّا بَلَغُهُمْ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ قَدْ ظَهَرَ بِبَدْرٍ اسْتَأْذَنُوهُ فَقَالَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْ أَصْحَابِ النَّجَاشِيِّ لِلنَّجَاشِيِّ ائْذُنْ لَنَا فَلَنَأْتِ هَذَا النَّبِيَّ الَّذِي كُنَّا نَجِدُهُ فِي الْكِتَابِ فَاتَّوْرُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَهَدُوا مَعَهُ أُحْدًا، وَذِكْرَ عَنْ مَقَاتِلٍ أَوْ غَيْرِهِ قَالَ هُمْ أَرْبَعُونَ رَجُلًا اثْنَانَ وَثَلَاثُونَ جَاءُوْا مَعَ جَعْفَرِ الطَّيَّارِ مِنَ الْحَبْشَةِ وَثَمَانِيَّةً مِنَ الشَّامِ بَحِيرًا وَأَبْرَهَةَ وَالْأَشْرَفَ وَتَمَامَ وَإِدْرِیْسَ وَأَيْمَنَ وَنَافِعَ وَتَمِيمَ هَذَا الَّذِي ذَكَرَهُ أَبُو مُوسَى وَحْدَهُ )) <sup>①</sup>

”رسول اللہ ﷺ نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو ستر افراد کے ساتھ نجاشی کی طرف بھیجا جب انہیں اطلاع ملی کہ بدر میں نبی ﷺ کو فتح ہوئی تو انہوں نے واپسی کی اجازت لی تو نجاشی کے ساتھیوں میں سے جو ایمان لا چکے تھے انہوں نے کہا ہمیں بھی اجازت دیں ہم اس نبی ﷺ کے پاس جائیں جس کا تذکرہ ہماری کتاب میں موجود ہے، تو وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور جنگ

احد میں حاضر ہوئے۔ مقاتل یا کسی اور سے مروی ہے کہ یہ چالیس افراد تھے بتیں آدمی حضرت جعفر کے ساتھ جب شہ سے آئے اور باقی آٹھ شام سے جن میں بحیرا، ابرہم، اشرف، تمام، اور لیں، ایکن، نافع اور تمیم شامل تھے علیہم السلام۔“ یہ ساری تفصیل ابو موسیٰ نے ذکر کی ہے۔“

مندرجہ بالا صراحت سے معلوم ہوا کہ جب شہ میں اہل اسلام موجود تھے جن میں بعض صحابی بھی تھے، لہذا یہ کہنا کہ وہاں کسی نے جنازہ نہیں پڑھایا تھا یہ ناممکن ہے کہ محض گمان اور خیال کی بنیاد پر رائے قائم کرنا صحیح نہیں ہے۔

پھر اس اشکال کی حیثیت ان دلائل سے بھی ختم ہو جاتی ہے جو اشکال نمبر ۳ کے جواب میں ذکر کیے گئے ہیں جن سے واضح پتہ چلتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاویہ و حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا غائبانہ جنازہ پڑھایا ہے۔



## شہید کی نماز جنازہ

وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے جام شہادت نوش کرتے ہیں ان کے حاضرانہ جنازے بھی شریعت میں ثابت ہیں اور غائبانہ جنازے بھی۔

ذیل میں ان شاء اللہ دلائل کے ساتھ اس کے ثبوت دیے جائیں گے مگر چونکہ لمبے عرصے سے جہاد لوگوں سے چھوٹا رہا اس لیے جہاں جہاد کی اہمیت و حیثیت اور دیگر جہادی مسائل نظر وہیں سے اوچھل ہو گئے اسی طرح مجاهد شہید کے جنازے کا مسئلہ بھی لوگوں سے چھپا رہا۔ تاہم اب اللہ کے فضل و کرم سے جہاد جاری ہے اور اس کی اہمیت کے متعلقہ آیات و احادیث لوگوں کو معلوم ہو رہی ہیں اور عملًا لوگ اپنی جانیں، اولادیں اور جائیدادیں جہاد کے راستے میں وقف کر رہے ہیں تو بہت سے مسائل اور دین کے معاملات بھی لوگوں کو معلوم ہو رہے ہیں اور ایسا کیوں نہ ہو دین کی زندگی، عمل کی محبت و تلاش جہاد سے ہی تو وابستہ ہے۔

شہید کا حاضرانہ جنازہ:

① «عَنْ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِّ: أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَعْرَابِ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَامْنَ بِهِ وَاتَّبِعْهُ ثُمَّ قَالَ: أَهَا جِرْ مَعَكَ: فَأَوْصَى بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضَ أَصْحَابِهِ: فَلَمَّا كَانَتْ غَزَوَةُ غَنِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَقَسَمَ وَقَسَمَ لَهُ فَأَعْطَى أَصْحَابَهُ مَا قَسَمَ لَهُ وَكَانَ يَرْعَى ظَهَرَهُمْ فَلَمَّا جَاءَ دَفْعَوْهُ إِلَيْهِ فَقَالَ: مَا هَذَا؟ قَالُوا: قِسْمٌ قَسَمَهُ لَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَهُ فَجَاءَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَا هَذَا؟ قَالَ: قَسَمْتُهُ لَكَ قَالَ: مَا عَلَى هَذَا اتَّبَعْتُكَ وَلَكِنِّي اتَّبَعْتُكَ عَلَى أَنْ أُرْمَى إِلَيْهُنَا وَأَشَارَ إِلَى حَلْقِهِ بِسَهْمٍ فَأَمْوَاتَ فَادْخُلُ الْجَنَّةَ فَقَالَ: إِنْ تَصْدِقِ اللَّهُ يَصْدِقُكَ فَلَبِثُوا قَلِيلًا ثُمَّ نَهَضُوا فِي قِتَالِ الْعَدُوِّ فَأَتَى بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحْمَلُ قَدْ أَصَابَهُ سَهْمٌ حَيْثُ أَشَارَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَهُوَ هُوَ؟ قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: صَدَقَ اللَّهُ فَصَدَقَهُ، ثُمَّ كَفَّنَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جُبَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَدَّمَهُ فَصَلَّى عَلَيْهِ فَكَانَ مِمَّا ظَهَرَ مِنْ صَلَاتِهِ: اللَّهُمَّ! هَذَا عَبْدُكَ خَرَجَ مُهَاجِرًا فِي سَبِيلِكَ، فَقُتِلَ شَهِيدًا وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَى ذَلِكَ» ①

”حضرت شداد بن الہاد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ پر ایمان لایا، اتباع کرنے لگا پھر اس نے کہا میں بطور مہاجر آپ ﷺ کے پاس رہنا چاہتا ہوں تو نبی اکرم ﷺ نے اس کے

<sup>1</sup> سنن نسائي، كتاب الجنائز، باب الصلوة على الشهداء، حديث: ١٩٥٥.

معاملات اپنے کسی صحابی کے ذمہ لگادیے۔ دریں اتنا ایک معمر کہ ہوا جس میں نبی ﷺ نے کچھ قیدی یا کچھ دیگر اشیاء مال غنیمت میں حاصل کیں تو جب اسے تقسیم کیا تو اس کا حصہ اس کے ساتھیوں کو دیا۔ وہ سواری کے اونٹ چرایا کرتا تھا۔ جب آیا تو ساتھیوں نے وہ مال اسے دیا۔ وہ کہنے لگا یہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ نبی ﷺ نے مال غنیمت سے آپ کو حصہ دیا ہے۔ وہ لے کر آپ ﷺ کے پاس آگیا اور کہا کہ یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ میں نے تجھے حصہ دیا ہے۔“ تو اس نے کہا میں نے اس مال کے لیے آپ کی اتباع نہیں کی بلکہ میں نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا، اس لیے آپ ﷺ کی پیروی کی ہے کہ مجھے یہاں تیر لگے، میں مر جاؤں اور جنت میں داخل ہو جاؤں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تو صدق دل سے اللہ کے ساتھ یہ عہد کر رہا ہے تو اللہ تجھے سچا ثابت کر دے گا۔“ کچھ عرصہ بعد دشمن سے قفال کے لیے گئے تو معمر کہ میں اسے اس حالت میں نبی ﷺ کے پاس اٹھا کے لایا گیا کہ اس کے اسی مقام پر تیر لگا ہوا تھا جہاں اس نے اشارہ کیا تھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا ”یہ وہی ہے۔“ صحابہ نے عرض کی ”ہاں!“ فرمایا ”اس نے اللہ سے سچا عہد کیا اور اللہ نے اسے سچا ثابت کر دیا۔“ پھر آپ ﷺ نے اسے اپنے جبہ میں کفن دیا پھر اسے اپنے آگے رکھا اور اس کا جنازہ پڑھایا۔ آپ نے اس جنازہ میں جو بلند آواز سے دعا میں کیں ان میں ایک دعا یہ بھی تھی ”اے اللہ! یہ تیرا بندہ تیرے راستے میں مہاجر بن کے نکلا اور شہادت پا گیا، میں اس پر گواہ ہوں۔“

دیکھیں یہ حدیث شہید کے جنازے پر کتنی واضح دلیل ہے اور شہید بھی وہ جس کی شہادت میں کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس پر جنازہ پڑھتے ہوئے آپ ﷺ نے اپنی گواہی کے ساتھ اسے شہید قرار دیا۔

② (عَنْ مُعَاوِيَةَ ابْنِ أَبِيِّ سَلَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَبِيِّ سَلَامٍ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَغْرَنَا عَلَى حَيٍّ مِّنْ جُهَيْنَةَ فَطَلَبَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ رَجُلًا مِّنْهُمْ فَضَرَبَهُ فَأَخْطَأَهُ وَأَصَابَ نَفْسَهُ بِالسَّيْفِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْوُكُمْ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ! فَابْتَدَرَهُ النَّاسُ فَوَجَدُوهُ قَدْ مَاتَ، فَلَفَّهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثِيَابِهِ وَدِمَائِهِ وَصَلَّى عَلَيْهِ وَدَفَنَهُ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَهِيدُ هُوَ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَأَنَا لَهُ شَهِيدٌ) ①

”حضرت معاویہ بن ابی سلام اپنے باپ سے، وہ اپنے دادا ابوسلام سے اور وہ صحابہ میں سے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے جہینہ کے ایک قبیلے پر حملہ کیا تو ایک مسلمان ان کے ایک آدمی کے پیچھے لپکا، اسے توار ماری جو اسے تو نہ لگی مگر لپٹ کر اپنے آپ کو لگ گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق فرمایا ”مسلمانو! اپنے بھائی کو پکڑو۔“ لوگ جلدی سے اس کے پاس گئے۔ دیکھا وہ شہید ہو چکا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے کپڑوں اور

① سنن ابو داؤد : کتاب الجہاد ، باب الرجل يموت بسلامه، حدیث : ۲۵۳۹

خون میں لپیٹ دیا اور اس کا جنازہ پڑھایا اور دفن کر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و آله و سلم کیا یہ شہید ہے؟ فرمایا ”ہاں! میں اس پر گواہ ہوں۔“ یہ حدیث بھی شہید کے جنازے پر واضح دلیل ہے۔

③ «عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَبِيرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ يَوْمَ حَمْزَةَ فَسُجِّلَ بِرْدَةٌ ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهِ فَكَبَرَ تِسْعَ تَكْبِيرَاتٍ ثُمَّ أَتَى بِالْقَتْلَى يَصْفُونَ وَيُصَلِّي عَلَيْهِمْ وَعَلَيْهِمْ مَعَهُمْ» ①

”حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آله و سلم نے جنگ احمد میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو لانے کا حکم دیا تو انہیں ایک چادر سے ڈھانپا گیا پھر آپ صلی اللہ علیہ و آله و سلم نے ان کا جنازہ پڑھایا اور نو تکبیریں کہیں پھر دوسرے شہداء لائے گئے، صفوں میں رکھے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ و آله و سلم ان پر اور حمزہ رضی اللہ عنہ پر بھی نماز جنازہ پڑھتے تھے۔“

④ «عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا وَقَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حَمْزَةَ أَمْرَ بِهِ فَهَبَيْتَ إِلَى الْقِبْلَةِ ثُمَّ كَبَرَ عَلَيْهِ تِسْعَ ثُمَّ جَمَعَ إِلَيْهِ الشُّهَدَاءَ كُلَّمَا أُتِيَ بِشَهِيدٍ وُضِعَ إِلَى حَمْزَةَ فَصَلَّى عَلَيْهِ وَعَلَى الشُّهَدَاءِ مَعَهُ حَتَّى صَلَّى عَلَيْهِ وَعَلَى الشُّهَدَاءِ اثْنَيْنِ وَسَبْعِينَ صَلَاتِي» ②

① معانی الآثار للطحاوی: ۲۹۰/۱۔

② معجم کبیر والاوسط للطبرانی: ۱۰۸/۳۔ ۱۰۷۔ احکام الجنائز للألبانی۔

”عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ حمزہ رضی اللہ عنہ پر (نماز جنازہ کے لیے) کھڑے ہوئے تو حکم دیا تو انہیں قبلہ کی جانب صحیح کر کے رکھا گیا اور آپ ﷺ نے نو تکبیروں کے ساتھ جنازہ پڑھایا پھر دوسرے شہداء کو ان کے ساتھ رکھا گیا جب بھی ایک شہید لا یا جاتا تو آپ ﷺ اس کا اور حمزہ رضی اللہ عنہ کا بھی جنازہ پڑھاتے حتیٰ کہ آپ نے حمزہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے شہداء پر بہتر دفعہ نماز جنازہ پڑھی۔“

**نوت** ◀ شہدائے احمد پر جنازہ کے متعلق بہت سی اسناد کے ساتھ روایات منقول ہیں اور اکثر کے متعلق محدثین کا فیصلہ ہے کہ وہ کمزور وضعیف ہیں مگر ان اسناد میں سے مندرجہ بالا دونوں سندیں صحیح ہیں، ان کے راوی ثقہ ہیں اور ان میں محمد بن اسحاق کی تدليس بھی نہیں ہے لہذا دلائل کے اعتبار سے انہیں صحیح تسلیم کرنے کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

**اشکال** □ یہاں ایک اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ صحیح بخاری میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس میں وضاحت ہے کہ شہدائے احمد کا جنازہ نہیں پڑھا گیا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی اس قسم کی روایت منقول ہے تو ان احادیث میں اور مندرجہ بالا احادیث میں مطابقت کیسے ہوگی؟

**تطبیق (۱)** تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ثابت شدہ اصول ہے کہ ایک واقعہ کے متعلق جب ایک راوی بیان کرے کہ نہیں ہوا اور دوسرا بیان کرے کہ ہوا ہے اور راوی دونوں

ثقہ اور معتبر ہوں تو اس راوی کی بات صحیح تسلیم کی جائے گی جو واقعہ کے ثابت ہونے کا راوی ہے۔ امام شوکانی علیہ السلام نے بھی نیل الاول طار میں لکھا ہے کہ:

«أَحَادِيثُ الْصَّلَاوَةِ قَدْ شُدَّ مِنْ عَضْدَهَا كَوْنُهَا مُثْبَتٌ، وَ الْإِثْبَاتُ

مُقَدَّمٌ عَلَى النَّفْيِ، وَهَذَا مَرْجُحٌ مُعْتَبِرٌ»<sup>①</sup>

”شہدائے احمد پر جنازہ پڑھنے کی احادیث کو قوی قرار دینے والوں کو اس بات سے مزید تقویت حاصل ہو جاتی ہے کہ یہ احادیث جنازے کا اثبات کرتی ہیں اور اثبات نفی پر مقدم ہوتا ہے اور ترجیح کی یہ وجہ ایسی ہے کہ اسے ماننا ہی پڑتا ہے۔“

(۲) یہ بات بھی انتہائی قابل توجہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ جو شہدائے احمد پر نماز جنازہ نہ پڑھے جانے کی روایت کے راوی ہیں، یہ جنگ احمد میں شامل ہی نہیں ہوئے۔ خود ان کے والد نے انہیں ان کی بہنوں کی وجہ سے گھر میں رہنے کا کہا تھا۔ صحیح مسلم میں ان کا اپنا بیان ہے کہ والد کے منع کرنے کی وجہ سے میں بدر اور احمد میں شامل نہ ہو سکا پھر جب وہ شہید ہو گئے تو میں کسی غزوہ سے پیچھے نہ رہا۔ یہ اس بات کا قرینہ ہے کہ انہیں شہدائے احمد پر جنازہ کا علم نہ ہو سکا ہو اور یہ کوئی بعید نہیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بہت بڑے علم والے تھے، فرمایا کرتے تھے کہ میں قرآن کی ایک ایک آیت کے متعلق علم رکھتا ہوں کہ وہ کہاں نازل ہوئی (الاتقان) اس کے باوجود کئی

احادیث کا انہیں علم نہیں ہو سکا اور جنگ احمد میں تو معاملہ بھی ایسا تھا کہ صحابہ کرام رض منتشر ہو چکے تھے اور حالات اتنے خوفناک شکل اختیار کر گئے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی افواہ پھیل گئی تھی اور حضرت جابر رض وہاں موجود بھی نہیں تھے۔

**نوت** ان روایات کو صحیح تسلیم کرنے سے صحیح بخاری کی روایت پر اثر نہیں پڑتا، وہ اپنی جگہ صحیح ہے۔ اس طرح حضرت جابر رض نے اپنے علم کے مطابق بات کی اور حضرت عبد اللہ بن زبیر اور عبد اللہ بن عباس رض نے اپنے علم کے لحاظ سے بات کی اور اصول ہے کہ اثبات والی بات کو ترجیح ہوتی ہے۔ یاد رہے حافظ ابن حجر ع تخلیص میں اور علامہ زیلیعی نے نصب الراہیہ میں شہدائے احمد کے جنازہ پڑھے جانے والی روایات کا ذکر کیا ہے اور عبد اللہ مبارکپوری ع نے مرعاۃ المفاتیح میں لکھا ہے کہ ان میں بعض روایات حسن ہیں۔

(۳) نماز جنازہ کی نفی والی روایات دو صحابہ سے ہیں۔ ایک حضرت جابر رض سے، ان کے بارے میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ یہ اس وقت موجود ہی نہ تھے۔ دوسرے حضرت انس رض سے اور حضرت انس رض کے متعلق نیل الا وطار میں علامہ شوکانی نے لکھا کہ:

«وَأَنْسٌ عِنْدَ تِلْكَ الْوَاقِعَةِ عَنْ صِغَارِ الصِّبِيَانِ»

”انس رض اس واقعہ کے وقت چھوٹے بچوں میں سے تھے۔“

جبکہ اثبات بیان کرنے والے اصحاب زیادہ ہیں اور مزید کی بات یہ ہے کہ ان ضعیف روایات میں ایک روایت حضرت جابر رض کی بھی ہے جسے امام حاکم نے

روایت کیا اور اس میں خود حضرت جابر بن عینہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا جنازہ پڑھایا۔ دیگر روایات عبد اللہ بن عباس، عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن زبیر، حضرت انس بن مالک سے بھی اثبات والی روایات موجود ہیں۔ ابوالکھل غفاری تابعی عزیزیہ سے مسند احمد، ابو داؤد، مسند رک حاکم، طبرانی، نیہقی، ابن ماجہ، ابن اسحاق وغیرہ کتب میں موجود ہیں اور ان میں دور روایات جو اور پر لکھی گئی ہیں بالکل صحیح سند والی ہیں تو انہیں کیوں نظر انداز کیا جائے؟

نیتیجتاً ان روایات کو قبول کیا جائے تو صحیح بخاری میں شہدائے احمد کی غائبانہ نماز جنازہ والی روایات کو اسی منظر میں سمجھا جائے کہ پہلے آپ ﷺ نے شہدائے احمد کا جنازہ حاضرانہ پڑھا پھر آٹھ سال بعد غائبانہ پڑھایا اور اگر کوئی صاحب ان روایات کو صحیح نہ تسلیم کریں اور دلائل سے قطع نظر سینہ زوری سے کام لیں تو سنن نسائی اور ابو داؤد والی صحیح احادیث جن میں شہید ہونے والے آپ ﷺ کے ساتھیوں کے آپ نے خود جنازے پڑھائے اور انہیں شہید بھی قرار دیا، تسلیم مسئلہ کے لئے کافی ہیں

اللَّهُمَّ ارِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا اِتْبَاعَهُ !

شہید کی غائبانہ نماز جنازہ:

«عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتُهُ عَلَى الْمَيِّتِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: إِنِّي فَرَطْ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ، وَإِنِّي وَاللَّهِ

لَأَنْظُرْ إِلَى حَوْضِي الْآنَ ، وَإِنِّي أَعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ  
أَوْ مَفَاتِيْحَ الْأَرْضِ وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا  
بَعْدِيْ ، وَلَكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا ॥<sup>①</sup>

”حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسالم (جحہ  
سے) نکلے اور شہدائے احمد کا جنازہ پڑھایا جس طرح میت کا جنازہ پڑھایا جاتا  
ہے۔ پھر منبر کی طرف پلٹئے اور (خطبہ دیا) فرمایا: ”میں تمہارا پیشوں ہوں اور  
میں تم پر گواہ ہوں۔ اللہ کی قسم! میں اب اپنا حوض دیکھ رہا ہوں۔ مجھے زمین  
کے خزانوں کی چاہیاں“ یا فرمایا ”زمین کی چاہیاں دے دی گئی ہیں۔ اللہ کی  
قسم! مجھے اس بات کا کوئی خطرہ نہیں کہ تم میرے بعد (میرا دین مکمل چھوڑ کر)  
شرک کرنا شروع کر دو گے، ہاں یہ خطرہ ہے کہ تم (زمین کے خزانے کھولنے  
کے لیے جہاد کرنے کی بجائے) دنیا میں رغبت و شوق شروع کر دو گے۔“

**نوت** یہ حدیث صحیح بخاری میں کئی مقامات پر آئی ہے، ایک مقام اس طرح ہے:  
«صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَتْلَى أُحُدٍ بَعْدَ ثَمَانِيَ سِنِينَ كَالْمُوَدَّعِ

لِلْأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ<sup>②</sup>

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسالم نے آٹھ سال بعد شہدائے احمد کا جنازہ پڑھایا گویا آپ  
زندہ اور مردہ سب کو الوداع کر رہے ہوں۔“

① صحیح بخاری: کتاب الجنائز، باب الصلوٰۃ علی الشهید: ۱۳۴۴، ۳۵۹۶۔

② صحیح بخاری: باب غزوۃ أحد، حدیث: ۴۰۴۲۔

اسی حدیث کے آخر میں حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ بھی ہیں:

«فَكَانَتْ آخِرَ نَظْرَةً نَظَرُتُهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»

”یہ میری آخری نظر تھی جو میں نے رسول اللہ ﷺ پر ڈالی۔“

صحیح ابن حبان میں اس روایت کے آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں:

«ئُمَّ دَخَلَ بَيْتَهُ وَلَمْ يَخْرُجْ حَتَّى قَبَضَهُ اللَّهُ»

”پھر آپ ﷺ گھر کے اندر داخل ہو گئے اور باہر نہیں نکلے حتیٰ کہ اللہ نے

آپ کی روح قبض کر لی۔“<sup>①</sup>

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے (تقریباً) آٹھ سال بعد، کیونکہ غزوہ احمد شوال ۳ ہجری میں ہوا، شہدائے احمد کا جنازہ پڑھایا جبکہ آپ ﷺ کی زندگی کے آخری ایام تھے، مسجد نبوی کے اندر جنازہ پڑھایا اور منبر پر خطبہ بھی ارشاد فرمایا، جس میں آپ ﷺ نے خود کو امامت کا پیش رو بیان کرتے ہوئے اس راستے پر چلنے کی ترغیب دلائی جو عملًا آپ ﷺ دے کر جاری ہے تھے۔ زمین کی چاپیوں کا تذکرہ کر کے ترغیب جہاد اور غلبہ اسلام کا راستہ سمجھایا اور دنیا کے شوق سے خبردار فرمایا۔

اب اس حدیث پر وارد کئے جانے والے اشکالات کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے اور ساتھ درخواست ہے کہ خلوص دل سے اس کا مطالعہ فرمائیں۔ یہ ذہن میں رہے کہ ہم نے اپنے گروہ یا مسلک کی بات نہیں کی بلکہ نبی اکرم ﷺ کی ایک حدیث کو سمجھنے کی کوشش کرنا ہے۔ ان شاء اللہ۔

① نیل الاولیاء: ۴۶۱

اس حدیث پر وارد کیے جانے والے اشکال:

کہا جاتا ہے کہ اس حدیث میں صلی کا معنی دعا کرنا ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ نے فقط دعا و استغفار کیا غائبانہ جنازہ نہیں پڑھایا۔ کما قالَ النَّوْوُى۔

جواب: حدیث میں فعل صلی کی عملی تشبیہ (صَلَاتُهُ عَلَى الْمَيِّتِ) واضح طور پر موجود ہے جو اس بات کو لازم کر دیتی ہے کہ جس طرح میت پر جنازہ پڑھا جاتا ہے اسی طرح آپ ﷺ نے شہداء احمد پر بھی جنازہ پڑھا۔ یہ جملہ گویا اس تاویل کی تردید کرتا ہے۔

محمد شین و فقہاء اور شارحین کے موقف:

① امام طحاوی علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ یہ جملہ تین معانی سے خالی نہیں یا تو اس حدیث سے یہ ماننا پڑے گا کہ پہلے جو آپ ﷺ شہداء کا جنازہ نہیں پڑھتے تھے وہ منسون ہو گیا ہے یا یہ ماننا پڑے گا کہ اتنی مدت (آٹھ سال) بعد شہداء کا جنازہ پڑھنا مسنون ہے یا یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ ان پر جنازہ پڑھنا جائز ہے۔ دوسروں کے خلاف اس لیے کہ وہ کہتے ہیں یہ واجب ہے۔ آگے فرماتے ہیں:

«وَأَيُّهَا الَّذِينَ قَدْ ثَبَّتَ بِصَلَاةِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ عَلَى الشُّهَدَاءِ»

”جو معنی بھی مراد ہو حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ کے شہداء احمد کا جنازہ

پڑھانے سے شہداء کا جنازہ ثابت ہو گیا۔“ ①

① فتح الباری: ۳۷۰، ۳۷۱۔

۲) امام شوکانی علیہ السلام نے نیل الاوطار میں لکھا: (وَدَعْوَى أَنَّ الصَّلوَةَ بِمَعْنَى الدُّعَاءِ يَرْدُدُهَا قَوْلُهُ فِي الْحَدِيثِ صَلْوَةُ عَلَى الْمَيِّتِ) اور یہ دعویٰ کہ اس حدیث میں صلوٰۃ دعا کرنے کے معنی میں ہے۔ اس دعویٰ کی تردید حدیث کے اندر آپ ﷺ کے اس فرمان سے ہی ہو جاتی ہے کہ ”صَلَاتَةُ عَلَى الْمَيِّتِ“ جس طرح میت پر نماز جنازہ پڑھاتے۔ مزید فرماتے ہیں یہ بڑا واضح اور اصولی مسئلہ ہے کہ حقائق شرعیہ لغوی مفہوم سے مقدم ہوتے ہیں بالفرض یہ جملہ حدیث میں نہ بھی ہوتا تو پھر بھی صلیٰ کا معنی حقیقت شرعیہ سے ہوتا اور وہ ”ارکان واذکار والی نماز“ ہے۔<sup>۱</sup>

۳) انور شاہ کشمیری فیض الباری میں امام نووی علیہ السلام کی تاویل ذکر کرنے کے بعد عینی کا رد لکھتے ہیں کہ: (أَنَّهُ لَيْسَ بِتَاوِيلٍ بَلْ تَحْرِيفٌ) <sup>۲</sup> اس حدیث میں ”صلوٰۃ کا معنی دعا کرنا ہے، تاویل نہیں بلکہ حدیث میں تحریف ہے“، (حدیث کا مفہوم بگاڑنا ہے) ((فَإِنَّ الْمَفْعُولَ الْمُطْلَقَ لِلتَّشْبِيهِ فَقَوْلُهُ صَلَوَتُهُ عَلَى الْمَيِّتِ صَرِيحٌ فِي أَنَّهُ صَلَّى عَلَيْهِمْ كَمَا يُصَلِّي عَلَى الْجَنَائِزِ)) ”کیونکہ مفعول مطلق تشبیہ کے لئے ہے اور ”صلوٰۃ عَلَى الْمَيِّتِ“ کہنا اس معنی میں بڑا واضح ہے کہ اس طرح

جنازہ پڑھایا جس طرح دوسرے جنازوں پر نماز پڑھاتے تھے۔“<sup>۳</sup>

۴) علامہ علاء الدین بن علی المعروف ابن الترمذی حنفی لکھتے ہیں کہ حدیث میں (صَلَاتَةُ عَلَى الْمَيِّتِ ”ذَلِيلٌ عَلَى أَنَّهُ الصَّلوَةُ الْمَعْهُودَةُ الشَّرِيعَةُ لَا الدُّعَاءُ وَالْإِسْتِغْفَارُ“) صَلَاتَةُ عَلَى الْمَيِّتِ کے الفاظ اس بات پر دلیل ہیں کہ

۱) نیل الاوطار: ۴۷۴۔ ۲) فیض الباری: ۴۷۸/۲۔ ۳) مرعاء: ۴۸۵/۲۔

اس سے مراد وہ شرعی نماز پڑھنا ہے جو سب کو معلوم ہے، دعا و استغفار مراد نہیں۔<sup>①</sup>

⑤ سنن نسائی کے حاشیہ میں ہے:

«وَحَمْلُهُ عَلَى الدُّعَاءِ تَأْوِيلٌ بَعِيدٌ بَحِيثُ يَقْرُبُ أَوْ يُسَمَّى تَحْرِيفًا لَا تَأْوِيلًا»<sup>②</sup>

”یعنی اس حدیث کو دعا کے معنی پر محمول کرنا ایسا ہے اسے تحریف کہنا مناسب ہے تاویل نہیں۔“

علامہ عینی حنفی نے عمدۃ القاری میں لکھا: ((صلوٰتُهُ عَلَى الْمَيِّتِ أَيْ مِثْلَ صَلوٰتِهِ عَلَى الْمَيِّتِ وَهَذَا يُرُدُّ قَوْلَ مَنْ قَالَ إِنَّ الصَّلَاةَ فِي الْأَحَادِيْثِ الَّتِي وَرَدَتْ مَحْمُولَةً عَلَى الدُّعَاءِ قُلْتُ هَذَا عُدُولٌ عَنِ الْمَعْنَى الَّذِي يَتَضَمَّنُهُ هَذَا الْلَّفْظُ لِأَجْحِلِ تَمْشِيَةِ مَذْهِبِهِ فِي ذَلِكَ وَهَذَا لَيْسَ بِإِنْصَافٍ)) ”یعنی صَلوٰتُهُ عَلَى الْمَيِّتِ کا معنی ہے جس طرح آپ میت پر جنازہ پڑھاتے اور یہ لفظ ان لوگوں کی تردید کرتا ہے جو کہتے ہیں کہ ان احادیث میں لفظ صَلَاة کا معنی دعا ہے۔ میں کہتا ہوں یہ اس حقیقی معنی میں اعراض کرنا اور ٹیڑھاپن اختیار کرنا ہے جس کو یہ لفظ مُتضمِّن ہے۔ یہ صرف اپنے مذہب کی حمایت (پارٹی بازی) ہے انصاف نہیں۔<sup>③</sup>“

① الجوہر النقی: ۱۴۱۴ - ۲۲۴ ص ۵ نمبر سنن نسائی حاشیہ

② عمدة القاری: ۱۵۶۸ -

حدیث کے الفاظ اور مندرجہ بالا محدثین فقہاء و شارحین حدیث کی تصریحات واشگاف انداز میں دعا والامعنی کرنے کو تحریف قرار دیتی ہیں اور صحیح معنی میں نماز جنازہ پڑھنا متعین کرتی ہیں۔ اہل ایمان کو اللہ سے ڈرنا چاہئے اور قرآن و سنت سے ثابت ہونے والے مسائل کو تبدیل کرنا یا ان میں کمی بیشی کرنا ایسے یہودیانہ طریقے سے دور رہنا چاہیے۔

اشکال ۲ یہ صرف نبی اکرم ﷺ کی خصوصیت تھی۔

جواب: خصوصیت کا دعویٰ بلا دلیل ہے۔ اگر خصوصیت ہوتی تو ساتھ صحابہ کرام ﷺ کیوں ادا کرتے؟ اور پھر آپ ﷺ خطبے کیوں دیتے؟

اشکال ۳ یہ صرف شہدائے احمد کے ساتھ خاص تھا دوسرے شہداء کے لئے جنازہ نہیں یہ بات بھی بغیر دلیل کے ہے بلکہ ان احادیث سے جہالت پر منی جن میں واضح طور پر نبی اکرم ﷺ کے شہداء کا جنازہ پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے۔

اشکال ۴ کہا جاتا ہے کہ پوری امت میں معروف ہے کہ شہید کا جنازہ نہیں ہوتا اسے ضرورت ہی نہیں کہ اس کے لئے دعائیں کی جائیں کہ اس کے سارے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور اس کا کوئی حساب کتاب نہیں ہوگا۔

جواب: جہاں تک شہید کے گناہوں کی معافی اور اس سے حساب کتاب نہ ہونے کا تعلق ہے تو اس میں تو کوئی شبہ نہیں، یہ احادیث میں موجود ہے اور اس سے جہاد کی اہمیت و عظمت کا پتہ چلتا ہے مگر اس بنیاد پر یہ کہنا کہ شہید کو دعا کی ضرورت نہیں

اس لیے اس کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیے، یہ صحیح نہیں ہے۔ دیکھیں انبیاء کرام کی آخرت میں کامیابی پر کوئی شبہ نہیں، ان کے لئے دعائیں ہوتی ہیں۔ خود ہمارے پیغمبر جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے امت کو حکم دیا ہوا ہے کہ میرے لئے دعائیں کیا کرو اور بعد اذان دعا کرنے کا حکم بھی ہے اور اس پر شفاعت کا وعدہ بھی ہے اس لیے اس بات کی کوئی حیثیت نہیں کہ شہداء کا جنازہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ دوسرے یہ کہنا کہ پوری امت میں معروف ہے کہ شہید کا جنازہ نہیں ہوتا یہ بھی درست نہیں ہے۔ ٹھیک ہے اس مسئلہ میں (شہید کا جنازہ) مختلف اقوال ہیں تاہم اکثر نے جنازہ پڑھنے کو ہی ترجیح دی ہے۔

① امام احمد بن حنبل عَلَيْهِ السَّلَامُ فرماتے ہیں: ((الصَّلَاةُ عَلَى الشَّهِيدِ أَجْوَدُ وَإِنْ لَمْ يُصَلُّوا عَلَيْهِ أَجْزَأُ)) ”عده ترین بات یہ ہے کہ شہید کا جنازہ پڑھا جائے تاہم اگر نہ بھی پڑھا جائے تو کوئی بات نہیں۔“ ①

② امام ابن قیم عَلَيْهِ السَّلَامُ فرماتے ہیں: ((وَالصَّوَابُ فِي الْمَسْأَلَةِ أَنَّهُ مُخَيْرٌ بَيْنَ الصَّلَاةِ عَلَيْهِمْ وَتَرْكِهَا)) ”اس مسئلہ میں درست بات یہ ہے کہ شہداء کا جنازہ پڑھنے اور نہ پڑھنے میں اختیار ہے، چاہے پڑھویا نہ پڑھو۔“ ②

③ امام ابن حزم عَلَيْهِ السَّلَامُ فرماتے ہیں: (إِنْ صَلَّى عَلَى الشَّهِيدِ فَحَسَنٌ) ”اگر شہید کا جنازہ پڑھے تو بہتر یہی ہے۔“ آگے لکھتے ہیں: (لَيْسَ يَجُوزُ أَنْ

① فتح الباری: ۲۶۹/۳۔ ② فقه السنہ: ۴۴۶۱۔

يَتُرَكَ أَحَدُ الْأَثَرِيْنَ الْمَذْكُورَيْنَ لِلْأَخِرِ بَلْ كَلَّا هُمَا حَقٌّ مُبَاخٌ ) ” یہ درست نہیں کہ ایک دلیل تسلیم کر لی جائے اور دوسری کو چھوڑ دیا جائے بلکہ دونوں صورتیں حق اور مباح ہیں۔“ ①

۲) امام ترمذی عَلِيِّشَیْہ نے اپنی جامع میں لکھا:

((قَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الشَّهِيدِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا يُصَلِّي عَلَى الشَّهِيدِ ..... وَهُوَ قَوْلُ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ يُصَلِّي عَلَى الشَّهِيدِ ..... وَهُوَ قَوْلُ الشَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ وَبِهِ يَقُولُ إِسْحَاقُ )) ②

”یعنی شہید کے جنازہ میں اہل علم کا اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں کہ نہ پڑھا جائے یہ اہل مدینہ، شافعی اور ایک روایت کے مطابق احمد کا قول ہے اور بعض کہتے ہیں شہید کا جنازہ پڑھا جائے اور یہ امام ثوری، اہل کوفہ اور اسحاق کا قول ہے۔“

۵) علامہ ناصر الدین البانی عَلِيِّشَیْہ فرماتے ہیں:

”وَلَا شَكَ أَنَّ الصَّلَاةَ عَلَيْهِمْ أَفْضَلُ مِنَ التَّرْكِ إِذَا تَيَسَّرَتْ“ ③  
”اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر ممکن ہو تو شہید کا جنازہ پڑھنا نہ پڑھنے سے افضل ہے۔“

۱) مرعاه : ۳۸۵، ۳۹۰ - ۲۰۱۱: جامع ترمذی

۲) مرعاه : ۳۸۵، ۳۹۰ - ۲۰۱۱: جامع ترمذی

۳) احکام الجنائز : ۱۰۸ -

۶ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی صحیح بخاری میں مطلق باب باندھا ہے: ”بَابُ الْصَّلْوَةِ عَلَى الشَّهِيدِ“ کوئی فیصلہ کن انداز اختیار نہیں کیا گیا اور آگے دو احادیث ایک حضرت جابر رض والی اور دوسری حضرت عقبہ رض والی یعنی ایک نہ پڑھی جانے والی اور دوسری پڑھی جانے والی ذکر کر دی۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے اس انداز پر نوٹ لکھتے ہوئے فرمایا کہ ”اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔“

فیصلہ کریں!

ویکھیں اسلاف میں سے کسی نے شہید کا جنازہ بالکل نہ پڑھنے پر زور نہیں دیا بلکہ جنازہ پڑھنے کو افضل اور بہتر قرار دیا ہے۔ لہذا جو لوگ آج باقاعدہ مہم چلا رہے ہیں شہداء کے جنازوں کے خلاف انہیں سوچنا چاہیے کہ ہمارے اس طرز عمل کے پیچھے کون سے دلائل ہیں اور ہمارے اس انداز سے اللہ نہ کرے کہیں جہاد اور مجاہدین کی توہین اور کفر کو فائدہ تو نہیں پہنچ رہا؟

**نوت** دنیا میں جتنے بھی ایسے لوگ ہیں جو شہید کے جنازے کے بارے میں کہتے ہیں کہ نہیں پڑھنا چاہیے ان کے پاس دلیل صرف حضرت جابر رض کی روایت ہے اور کوئی دلیل نہیں ہے ..... اور اس کے متعلق وضاحت آپ پہلے پڑھ چکے ہیں پھر دوسرے شہداء کے جنازے والی احادیث بھی آپ پڑھ چکے ہیں۔ آٹھ سال بعد شہداء احمد کے جنازے والی حدیث بھی آپ دیکھ چکے ہیں، اس کے بعد بھی اگر کوئی شخص اس بات پر مصروف ہے کہ شہید کا جنازہ نہیں تو پھر اسلام کے معاملے تو تقویٰ پر چلتے

ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے حیا کرنا چھوڑ دے تو اسے تو نہیں روکا جاسکتا وہ جو مرضی کہتا رہے ..... ہاں یہ ضرور سوچے قیامت کے دن اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے، وہاں کے متعلق سوچ لے۔

اشکال ۵ ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ بتاؤ اور شہداء کے جنازے پڑھے گئے ہیں اور امانت نے ایسا عمل کیا ہے؟

جواب: مندرجہ بالا بحث میں احادیث گزر چکی ہیں جن میں شہداء کے جنازے خود نبی اکرم ﷺ نے پڑھائے اور صحابہ نے پڑھے۔ سنن نسائی اور ابو داؤد کے حوالے سے شہداء کے جنازے پر بھی دو صحیح احادیث عبد اللہ بن زیر اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے حوالے سے گزر چکی ہیں۔ اس سے اس سوال کا جواب تو ہو گیا تاہم آج کل یہ وہم اور خطرہ شیطانی عام ہوتا جا رہا ہے کہ لوگ حدیث دیکھ کر بھی کہتے ہیں جی بتاؤ بعد میں کسی نے اس پر عمل کیا ہے ..... یہ درست نہیں ہمارے لیے جنت قرآن و سنت ہے۔ جو عمل حدیث سے ثابت ہو جائے اس پر ہمیں مطمئن ہونا چاہیے۔ یہ کہنا کہ بعد میں کسی نے ایسا کیا یا کوئی اور اس کا قائل ہے، یہ تقلیدی سوچ ہے۔ اس سے حدیث پر اعتماد نہیں اور بعد والوں پر یقین نظر آتا ہے۔ بعد میں اگر کسی نے وہ کام کیا تو پھر ہمارے دل مطمئن ہو جائیں گے ورنہ کیا صرف حدیث پر اعتماد نہیں؟ عقیدہ یہ ہونا چاہیے کہ جو کام قرآن و حدیث سے ثابت ہو جائے بس وہ درست ہے، خواہ بعد میں ساری قوم بھی اس کو چھوڑ دے ہمیں قوم کے پیچھے نہیں لگنا چاہیے ..... تاہم ایسا بھی

نہیں کہ امت میں وہ عمل ہوا ہی نہ ہو۔ صرف ہمارے علم میں کوتا ہی ہو سکتی ہے دین پر عمل ہر دور میں ہوتا رہا ہے اور ایک جماعت اللہ تعالیٰ نے ایسی قائم رکھنا ہے جو نبی ﷺ اور صحابہؓ والے منج پر قائم رہے گی۔ ہمیں اپنے عقیدے مضبوط رکھنا چاہیے، اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

ذیل میں ہم ایسے لوگوں کے اطمینان کی خاطر شہداء اور دوسرے فوت شدگان کے جنازوں کے چند حوالہ جات ذکر کرتے ہیں جن سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گی کہ غائبانہ جنازہ امت میں تواتر و تسلسل سے چلتا آیا ہے۔ ان شاء اللہ۔

### عہد صحابہؓ میں شہداء کے حاضرانہ جنازے:

(۱) امیر المؤمنین جریل اسلام حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور ان کی شہادت ان کی اپنی دعا سے ثابت ہے اور نبی اکرم ﷺ کے فرمان سے بھی، جب آپ ﷺ جبل احمد پر چل رہے تھے اور پہاڑ نے حرکت کی تو آپ ﷺ نے اسے پاؤں مارا۔ ”ٹھہر جا! تیرے اور پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔“ ابو لؤلؤ مجوسی نے انہیں خجروں کے پے درپے وار کر کے حالت امامت میں مسجد نبوی کے اندر اتنا زخمی کیا کہ سارا پیٹ پھٹ گیا اور اسی حالت میں آپ شہید ہوئے تو تمام صحابہؓ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کا جنازہ پڑھا اور حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ نے جنازہ پڑھایا۔

(۲) خلیفہ ثالث امیر المؤمنین حضرت عثمان غنیؓ ذوالنورین رضی اللہ عنہ بھی شہید کیے گئے اور ان کی شہادت کی سند بھی دربار نبوت سے صادر ہو چکی تھی۔ تو باوجود حالت

مخدوش ہونے کے، ان کا بھی جنازہ پڑھایا گیا۔ اسی طرح دیگر کئی صحابہ شہید ہوئے اور ان کا جنازہ پڑھایا گیا اور یہ ایسے دلائل ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہداء کے جنازے پڑھا کرتے تھے۔

عہد صحابہ میں شہداء کے غائبانہ جنازے:

کوئی شخص یہ اعتراض نہ کرے کہ حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ عنہم ٹھیک ہے شہید تو ہیں مگر یہ معرکہ میں تو شہید نہیں ہوئے تھے۔ تو اس کے جواب میں پہلے ”نسائی اور ابو داؤد“ اور دیگر حوالہ جات سے بیان کیا جا چکا ہے کہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وس علیہ نے معرکہ میں شہید ہونے والوں کا جنازہ پڑھایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پڑھا ہے۔ اب رہ گئی بات عہد صحابہ میں شہداء کے غائبانہ جنازے کی، تو ذیل میں ان کے متعلق چند دلائل ذکر کیے جاتے ہیں۔

حضرت عبد الرحمن بن عتاب بن اسید رضی اللہ عنہم کا غائبانہ جنازہ:

ابو جہل کی بیٹی جو یہ جن سے حضرت علی رضی اللہ عنہم نے نکاح کرنا چاہا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وس علیہ نے منع فرمادیا تھا، ان کے بیٹے حضرت عبد الرحمن جنگ جمل میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھے اور صحابہ کرام کو نماز پڑھاتے تھے، یہ جنگ جمل میں شہید ہوئے، حضرت علی رضی اللہ عنہم نے ان کی لاش کو دیکھا تو کہا: ((هَذَا يَعْسُوْبُ الْقَوْمِ)) ”یہ قوم کا سردار تھا۔“ ان کے اعضاء کٹ گئے اور گوشت خور پرندے نے ان کا ہاتھ اٹھایا

اور اسے مدینہ جا پہینا کا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انگلی میں پڑی ہوئی انگوٹھی سے پہچانا اور وہاں ان کا غائبانہ جنازہ پڑھا۔<sup>①</sup>

شہداء شام پر مدینہ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے غائبانہ جنازہ پڑھایا:

((عَنْ عَامِرٍ أَنَّ عُمَرَ صَلَّى عَلَى عُظَامٍ بِالشَّامِ))<sup>②</sup>

”حضرت عامر بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شام کے علاقہ میں شہید ہونے والے مجاہدین جن کے جسم پارہ پارہ ہو چکے تھے، مدینہ میں ان کا جنازہ پڑھایا۔“

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا شہداء کا جنازہ پڑھنا:

((قَالَ الشَّافِعِيُّ أَنَا بَعْضُ أَصْحَابِنَا عَنْ ثُورٍ عَنْ خَالِدٍ بْنِ مَعْدَانَ أَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ صَلَّى عَلَى رُؤُوسِ))<sup>③</sup>

”امام شافعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمیں ہمارے بعض ساتھیوں نے ٹور کے واسطے سے خالد بن معدان کی یہ بات بتائی کہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے جن شہداء کے سرکاٹ دیے گئے تھے، کا جنازہ پڑھایا۔“

① تلخیص الحیر: ۱۴۲ - اسد الغابہ: ۳۰۸/۳ -

② مصنف ابن ابی شیبہ: ۳۵۶/۳ - المهدب لامام ابی اسحاق شیرازی: ۱۳۴

③ تلخیص الحیر: ۱۴۲، ووصلہ ابن ابی شیبہ، بیہقی، المهدب -

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے غائبانہ جنازہ پڑھایا:

((قَدْ رَوَى ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ وَكِيعٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ رَجُلٍ أَنَّ أَبَا أَيُوبَ صَلَّى عَلَى رَجُلٍ)) <sup>①</sup>

”ابن ابی شیبہ نے وکیع سے روایت کیا، انہوں نے سفیان سے اور انہوں نے ایک آدمی سے کہ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے ایک شہید کے صرف پاؤں سے پہچان کر نماز جنازہ پڑھی۔“

امت میں غائبانہ جنازہ پڑھنے کا تسلسل:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا تین مرتبہ حاضرانہ جنازہ پڑھا گیا اور:

((صُلَّى عَلَيْهِ صَلَوَةُ الْغَائِبِ فِي غَالِبِ بِلَادِ الْإِسْلَامِ الْقَرِيبِيَّةِ وَالْبَعِيْدَةِ حَتَّى فِي الْيَمَنِ وَالصَّينِ وَأَخْبَرَ الْمُسَافِرُوْنَ أَنَّهُ نُودِيَ بِأَقْصَى الصَّينِ لِلصَّلَاةِ عَلَيْهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ الصَّلَاةُ عَلَى تَرْجُمَانِ الْقُرْآنِ)) <sup>②</sup>

”اسلامی شہروں کے دور و نزدیک اکثر شہروں میں حتیٰ کہ یمن و چین میں ان کا جنازہ پڑھا گیا اور مسافروں نے بتایا کہ اطراف چین میں اعلان کیے گئے کہ لوگو! ترجمان قرآن کا جنازہ پڑھنے کے لئے جمع ہو جاؤ۔“

① تلخیص الحبیر: ۱۴۴۲ -

② ذیل طبقات الحنابلة: ۴۰۷۲ و البداية: ۱۴ -

پھر تقریباً سوا پانچ ماہ بعد قاضی نجم الدین یا بسی مصری کے ساتھ بھی امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا غائبانہ جنازہ پڑھا گیا۔<sup>۱</sup>

پھر اہل مدینہ کو ان دونوں شیوخ کی وفات کی خبر ملی تو:

((فَنُودِيٰ بِالصَّلوٰةِ عَلٰيْهِمَا صَلوٰةَ الْغَائِبِ))<sup>۲</sup>

”دونوں کے غائبانہ جنازہ کے لئے اعلان کیے گئے۔“

ابو بکر احمد بن علی بن احمد رحمۃ اللہ علیہ ذی الحجہ کو میدان عرفات میں فوت ہوئے اور انہیں مکہ میں حضرت فضیل بن عیاض کے پہلو میں دفن کیا گیا، یہ ۵۰۳ھ کا واقعہ ہے تو ان کی وفات کی خبر جب بغداد پہنچی تو:

((فَاجْتَمَعُوا لِصَلٰوةِ صَلٰوةِ الْغَائِبِ))

”تو لوگ ان کی غائبانہ نماز جنازہ کے لئے جمع ہوئے۔“

((حَتَّىٰ لَوْ مَاتَ بَيْنَ أَظْهَرِهِمْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُمْ مَزِيدٌ عَلٰى ذٰلِكَ  
الْجَمْعِ))<sup>۳</sup>

”اور اس کثرت سے جمع ہوئے کہ اگر ان کی وفات بغداد والوں کے درمیان ہوتی تو اس سے زائد افراد جمع نہ ہو سکتے۔“

حافظ ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ اس کے متعلق لکھتے ہیں:

((نُودِيٰ فِي الْبَلَدِ بِالصَّلوٰةِ عَلٰيْهِ صَلوٰةَ الْغَائِبِ))<sup>۴</sup>

۱ البداية: ۱۴۳/۱ - ۲ الدور الکامنة: ۵۳۸/۱ -

۳ البداية والنهاية: ۱۷/۱۳ - ۴ ذیل طبقات الحنابلة: ۱۰/۶/۱ -

”شہر میں غائبانہ جنازہ کے لیے اعلان کروائے گئے اور لوگ بغداد کے دونوں کناروں سے جمع ہوئے۔“

حتیٰ کہ امیر المؤمنین مستظرہ باللہ کی حکومت کے آدمی بھی آئے۔ ابو القاسم یوسف بن ابی القاسم بن عبد السلام الالوی علیہ السلام اپنے شہر حواری میں ۱۱۳ھ کے آخر میں فوت ہوئے:

((وَصُلَّى عَلَيْهِ يَوْمَ النَّحْرِ بِيَتِ الْمُقَدَّسِ صَلَاةُ الْغَائِبِ وَصُلَّى عَلَيْهِ بِدِمْشَقَ تَاسِعَ عَشَرَ ذِي الْحَجَّةِ))<sup>۱</sup>

”بیت المقدس میں عید الاضحیٰ کے دن ان پر غائبانہ نماز جنازہ پڑھی گئی اور دمشق میں ۹ ذی الحجه کو پڑھی گئی۔“

ابن العزیلی مکی فرماتے ہیں میں اپنے شیخ ابوکبر بن احمد بن حسین بن عمر شافعی کی مجلس میں مدینہ میں ہوتا توجہ خراسان کی جانب سے جب کسی کی موت کی خبر آتی تو:

((تَرَحَّمَ عَلَيْهِ وَقَامَ يُكَبِّرُ وَصَلَّى عَلَيْهِ))<sup>۲</sup>

”وہ رحمت کی دعا کرتے ہوئے اٹھتے، تکبیر کہتے اور ہم سب جنازہ پڑھتے۔“

عبد السلام بن محمد مصری ۲۳ صفر ۶۹۶ھ میں فوت ہوئے اور بقیع غرقد میں دفن کیے گئے اور چھ ماہ بعد:

((صَلَّى عَلَيْهِ بِجَامِعِ دِمْشَقَ صَلَاةُ الْغَائِبِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ))<sup>۳</sup>

۱ ذیل الطبقات الحنابلة: ۲۷۷/۲ - ۲۶۰/۴ - ۲ عارضة الاحوذی: ۱۳۱ -

۳ ذیل ۳۳۵: البداية: ۱۳۱ -

”جامع دمشق میں رمضان المبارک کے اندر ان پر غائبانہ نماز جنازہ پڑھایا گیا۔“

محمد بن حسن بن علی بن قاتدہ ۱۴۷ھ اربع الاول ۱۰۰ھ مکہ میں فوت ہوئے اور:

﴿فَصَلَّى عَلَيْهِ بِالْقَاهِرَةِ صَلْوَةً الْغَائِبِ﴾<sup>۲</sup>

”قاهرہ میں ان کا غائبانہ جنازہ پڑھایا گیا۔“

فیقیہ علی بن محمد محدث بعلبک میں فوت ہوئے اور جامع دمشق میں غائبانہ جنازہ پڑھایا گیا۔

عبداللہ بن ابوالقاسم مالکی، شیخ بحی کردی، شیخ حسن المغربی تینوں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے تو ان تینوں اور مدینہ میں فوت ہونے والے ایک گروہ کا غائبانہ جنازہ کیم رمضان بروز جمعہ دمشق میں ادا کیا گیا۔<sup>۳</sup>

ملا علی قاری حنفی ۱۰۱۳ھ مکہ میں فوت ہوئے:

﴿وَلَمَّا بَلَغَ خَبَرُهُ عُلَمَاءُ مِصْرَ صَلَوَا عَلَيْهِ بِجَامِعِ الْأَزْهَرِ صَلْوَةً الْغَيْبَةِ فِي مَجْمَعٍ يَجْمَعُ أَرْبَعَةَ آلَافِ﴾<sup>۴</sup>

”ان کی وفات کی خبر جب علمائے مصر کو پہنچی تو جامعہ الازہر میں تقریباً چار ہزار افراد کے عظیم اجتماع نے ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔“

۱. الكامنة: ۴۳/۳۔ ۲. البداية والنهاية: ۱۰۱۱۴۔

۳. طرب الاماثل بتراجم الافضال از مولانا عبدالحئی لکھنؤی: ۲۸۶۔

شیخ عبدالحق دہلوی حنفی فرماتے ہیں کہ:

«وَقَدِ اسْتَمَرَتِ الْعَادَةُ فِي الْحَرَمَيْنِ الشَّرِيفَيْنِ وَتَعَارَفَتْ أَنَّهُمْ إِذَا

سَمِعُوا مَوْتَ أَحَدٍ مِّنَ الْصُّلَحَاءِ اجْتَمَعُوا وَصَلُوْا عَلَيْهِ -- ①»

”حرمین شریفین میں ہمیشہ سے یہ عادت مشہور رہی ہے کہ جب بھی وہ کسی صالح آدمی کی وفات کی خبر سنتے ہیں تو جمع ہوتے ہیں اور اس کا جنازہ پڑھتے ہیں۔“ (وَ مَعَهُمْ كَثِيرٌ مِّنَ الْحَنْفِيَّةِ)

نوبت مزید تفصیل کے لیے اصحاب ذوق البداية والنهاية، ذیل طبقات الحنابلة ، الدورالکامنة لابن حجر، الكواكب السائرة باعیان المائة العاشرة ، شذرات الذهب وغيره کتب کا مطالعہ کریں سینکڑوں غائبانہ جنازے بڑے تسلسل کے ساتھ سنبھال وارامت میں پڑھے پڑھائے ملیں گے۔ شیخ الحدیث کرم الدین عزیزی نے اپنی کتاب ”الصلوٰۃ علی المیت الغائب“ میں تقریباً ڈریھسو افراد کے غائبانہ جنازے بادلائل ثابت کیے ہیں۔ اس لیے یہ کہنا کہ سوائے نجاشی عزیزی کے اور کوئی غائبانہ جنازہ ثابت نہیں حقیقت کے خلاف ہے۔



## احناف کی خدمت میں گزارش

آج ہمارے ملک میں حنفی حضرات بڑی تعداد میں بستے ہیں، ان کا موقف و مسلک تقلید امام ابوحنیفہ علیہ السلام ہے جیسا کہ وہ خود بھی یہ بات کہتے ہیں اور ستم کی بات یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ علیہ السلام کی باتیں پڑھتے نہیں ہیں۔ شہید کے غائبانہ جنازے کے حوالے سے یہ لوگ بڑی شدومد سے تردید کرتے نظر آتے ہیں تو ان کی خدمت میں امام ابوحنیفہ علیہ السلام کا موقف پیش کیا جاتا ہے:

(( وَيَرِجُحُ أَبُو حَنِيفَةَ وَالثَّوْرِيُّ وَالْحَسَنُ وَابْنُ الْمُسَيَّبِ رِوَايَاتُ

الْقِعْلِ فَقَالُوا بُوْ جُوبِ الصَّلَاةِ عَلَى الشَّهِيدِ ))<sup>①</sup>

”امام ابوحنیفہ، ثوری، حسن اور ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہم فعلى روایات (جن میں جنازہ پڑھا جانے کا تذکرہ ہے) کو ترجیح دیتے ہیں اور اس بات کے قائل ہیں کہ شہید کا جنازہ پڑھنا واجب ہے۔“

(( وَقَالَ الثَّوْرِيُّ وَ أَبُو حَنِيفَةَ يَحِبُّ الصَّلَاةَ عَلَيْهِ كَسَائِرٍ

❶ الْأَمْوَاتِ عَمَّا لَا يَعْمُومُ أَدِلَّةُ الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ ..... ))

”اور ثوری اور ابوحنیفہ عزیزیہ اس بات کے قائل ہیں کہ شہید کا جنازہ پڑھنا واجب ہے، ان احادیث و دلائل کے عموم پر عمل کرتے ہوئے جن میں میت کا جنازہ پڑھنا بیان کیا گیا ہے۔“

اسی طرح جامع ترمذی میں اور نیل الاول طار میں بھی واضح طور پر امام ابوحنیفہ اور اہل کوفہ وغیرہ کا یہ قول لکھا ہوا ہے کہ شہید کا جنازہ پڑھنا واجب ہے۔

فقہ حنفی کی چوٹی کی کتاب ہدایہ میں موقف سے دلیل:

ہدایہ جلد اول باب الشہداء میں لکھا ہے:

((الشَّهِيدُ مَنْ قَتَلَهُ الْمُشْرِكُونَ أَوْ وُجِدَ فِي الْمَعْرِكَةِ وَ بِهِ أَثْرٌ أَوْ قَتَلَهُ الْمُسْلِمُونَ ظُلْمًا وَ لَمْ يَحْبُّ بِقَتْلِهِ دِيَةً فَيُكَفَّنُ وَ يُصْلَى عَلَيْهِ وَ لَا يُغَسَّلُ))<sup>❷</sup>

”شہید وہ ہوتا ہے جسے مشرک قتل کریں یا دوران معرکہ کہ اسے اس حالت میں پایا جائے کہ وہ زخمی ہو یا مسلمان ہی اسے ظلمًا قتل کر دیں اور اس قتل میں دیت نہ پڑتی ہو تو اس شہید کو کفن بھی پہنا یا جائے گا اور جنازہ بھی پڑھا جائے گا اور غسل نہیں دیا جائے گا۔“

❶ مرعاة الفاتیح: ۴۸۵/۲

❷ ہدایہ جلد اول باب الشہداء: ص ۱۸۳۔

آگے لکھتے ہیں:

((وَالشَّافِعِيُّ يُخَالِفُنَا فِي الصَّلَاةِ وَيَقُولُ السَّيْفُ مَحَاءٌ لِلَّذِنُوبِ  
فَاغْنَى عَنِ الشَّفَاعَةِ وَنَحْنُ نَقُولُ الصَّلَاةَ عَلَى الْمَيِّتِ لِإِظْهَارِ  
كَرَامَتِهِ وَالشَّهِيْدُ أَوْلَى بِهَا))

”امام شافعی شہید پر نماز جنازہ کے معاملے میں ہمارے مخالف ہیں اور کہتے ہیں تکوار گناہوں کو مثال دیتی ہے لہذا شہید کی شفاعت کرنے کی ضرورت نہیں اور ہم کہتے ہیں میت کا جنازہ اس کی کرامت ظاہر کرنے کے لئے ہوتا ہے اور شہید اس کا سب سے زیادہ حق دار ہے۔“

مزید برآں حنفی علماء مثلاً علامہ عینی حنفی وغیرہ کی آراء پہلے گزر چکی ہیں اور ملا علی قاری کے غائبانہ جنازہ کا تذکرہ بھی پہلے ہو چکا ہے۔

امام ابوحنیفہ کے جنازے:

امام ابوحنیفہ علیہ السلام جب فوت ہوئے تو کثرت ازدحام کی وجہ سے چھ مرتبہ ان کا جنازہ پڑھایا گیا۔ سب سے آخری بار ان کے بیٹے حماد نے پڑھایا اور:

((.....مَكَثَ النَّاسُ يُصْلُوْنَ عَلَى قَبْرِهِ نَحْوَ عِشْرِينَ يَوْمًا))  
”تقریباً بیس دن تک لوگ ان کی قبر پر غائبانہ جنازہ پڑھتے رہے۔“

❶ كتاب الخيرات الحسان فى مناقب الامام الاعظم ابى حنيفة النعمان: ص ٦٨  
والبداية والنهاية۔

حاجی امداد اللہ مہا جر کے خلیفہ مجاز سید عبد المعبود کا بیان:

۲۵ ستمبر ۱۹۶۶ء کی شب خلیفہ صاحب آغا شورش کاشمیری کی کوٹھی پر تشریف لائے اور ان کی بیگم صاحبہ کوشورش کی گرفتاری پر حوصلہ دیتے ہوئے کہا: ”بیگم صاحبہ! آپ شورش کی گرفتاری پر آزردہ نہ ہوں، مردان حق کو تکلیفیں آیا ہی کرتی ہیں۔ لوگوں نے امام عظیم ابوحنیفہ عاشقیہ کو جبل میں ڈال دیا تھا اور وہاں انہیں زہر دے کر شہید کر دیا تھا مگر آپ کی نماز جنازہ اسی ہزار افراد نے پڑھی۔ بغداد میں تو آپ کی نماز جنازہ میں مرتبہ پڑھی گئی۔<sup>①</sup>

ایک محقق حنفی اور ندوۃ العلماء لکھنؤ کے سابق مفتی شیخ عبداللطیف سنبلی شارح ترمذی کا بیان وہ حدیث نجاشی پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”فِيهِ دَلَالَةٌ عَلَى مَشْرُوِعِيَّةِ الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ الْغَائِبِ“  
”یعنی یہ حدیث غائبانہ جنازہ کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہے۔“

آخر میں فرماتے ہیں:

”.....وَأَطْلُنَ أَنَّ الصَّلَاةَ عَلَى الْغَائِبِ لَا نَصَّ فِيهَا عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ  
بَلْ هُوَ مِمَّا اسْتَخْرَجَهُ الْمَشَايخُ عَلَى أُصُولِهِمْ ثُمَّ نَسْبُوهُ إِلَيْ  
أَبِي حَنِيفَةَ وَلَا حُجَّةٌ فِي اسْتِخْرَاجِهِمْ فِي مُقَابَلَةِ النَّصَّ وَإِذَا  
جَاءَ الْحَدِيثُ الصَّحِيْحُ لِلصَّلَاةِ عَلَى الْغَائِبِ فَهُوَ مَذْهَبُ أَبِي

① حَنِيفَةَ

”میرا خیال ہے غائبانہ جنازہ کے متعلق امام ابوحنیفہ عَزَّلَیْہُ سے کوئی نص نہیں بلکہ مشائخ نے اپنے اصول پر استخراج کر کے ابوحنیفہ عَزَّلَیْہُ کی طرف منسوب کر دیا ہے اور نص کے مقابلہ میں مشائخ کا استخراج جھٹ نہیں ہو سکتا اور جب صحیح حدیث میں غائبانہ جنازہ پڑھنا ثابت ہو گیا تو یہی امام ابوحنیفہ عَزَّلَیْہُ کا مذہب ہے۔“

علامہ عینی حنفی کا قول جوانہوں نے شہدائے احمد کا جنازہ پڑھانے پر مشتمل حدیث بخاری کی شرح میں لکھا ہم پھر دہراتے ہیں فرماتے ہیں:

((صَلَوَةُ عَلَى الْمَيْتِ أَيْ مِثْلَ صَلَوَتِهِ عَلَى الْمَيْتِ وَهَذَا يَرُدُّ قَوْلُ مَنْ قَالَ إِنَّ الصَّلَاةَ فِي الْأَحَادِيْبِ الَّتِي وَرَدَتْ مَحْمُولَةً عَلَى الدُّعَاءِ قُلْتُ هَذَا عُدُولٌ عَنِ الْمَعْنَى الَّذِي يَتَضَمَّنُهُ هَذَا الْفَظُّ لِأَجْلِ تَمْسِيْتِهِ مَذْهَبُهُ فِي ذَلِكَ وَهَذَا لَيْسَ بِإِنْصَافٍ))<sup>②</sup>

”صلواتہ عَلَى الْمَيْتِ“ کا معنی جس طرح آپ میت پر جنازہ پڑھاتے اور یہ لفظ ان لوگوں کی تردید کرتے ہیں جو لفظ صلواتہ کو دعا کے معنی پر محمول کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں یہ حقیقی معنی سے ٹیکھا پن اختیار کرنا ہے اور اپنے

① المعالم المنيفة في شرح الجامع الترمذى، ص ١٣٣٢ بحوالہ الصلوة على الميت الغائب۔

② عمدة القارى، ١٥٦١٨۔

مذہب کی حمایت میں پارٹی بازی ہے، انصاف نہیں ہے۔“  
اور آخر میں شیخ عبدالحق دہلوی حنفی کی بات پھر:

((قَدِ اسْتَمَرَتِ الْعَادَةُ فِي الْحَرَمَيْنِ الشَّرِيفَيْنِ وَتَعَارَفَتْ أَنَّهُمْ إِذَا  
سَمِعُوا مَوْتَ أَحَدٍ مِّنَ الصُّلَحَاءِ اجْتَمَعُوا وَصَلُوْا عَلَيْهِ .....  
وَمَعَهُمْ كَثِيرٌ مِّنَ الْحَنَفِيَّةِ)) ①

”حرمین شریفین میں یہ معروف عادت کہ جب وہ کسی صالح آدمی کی موت  
ستے ہیں تو اکٹھے ہو کر اس کا جنازہ پڑھتے ہیں اور بہت سے احناف بھی ساتھ  
ہوتے ہیں۔“

”الکواکب السائرة باعیان المائة العاشرة“ میں بہت سے احناف کے  
غائبانہ جنازے پڑھائے جانے کا تذکرہ ہے مثلاً شیخ عبدالوہاب بن احمد حنفی یہ  
 دمشق میں حنفیوں کے چیف نجح تھے اور مذہب حنفیہ میں بڑی کتاب کے بھی مصنف  
ہیں۔ شیخ عبدالبر بن محمد حنفی، شیخ ابراہیم المعروف ابن الکرکی مصری حنفی، قاضی عبدالبر بن  
محمد حنفی، شیخ عمر الصعیدی حنفی، شیخ محمد بن قاسم رومی حنفی، شیخ الحفییہ علی نور الدین طرابلی  
حنفی، شیخ محمد بعلی حنفی صوفی کے علاوہ بہت سے لوگوں کے غائبانہ جنازے پڑھے  
گئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حق بات قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین !!



① مدارج النبوة ٤٥٣/٢، اشعة اللمعات فارسی: ٧٢٢/١۔



فُرْسَتْ

Ph & Fax: 91-42-7230549  
4-lake Road Chuburji Lahore